عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۴ | ۲ تا ۱۰ / جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ / مارچ ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۱۲

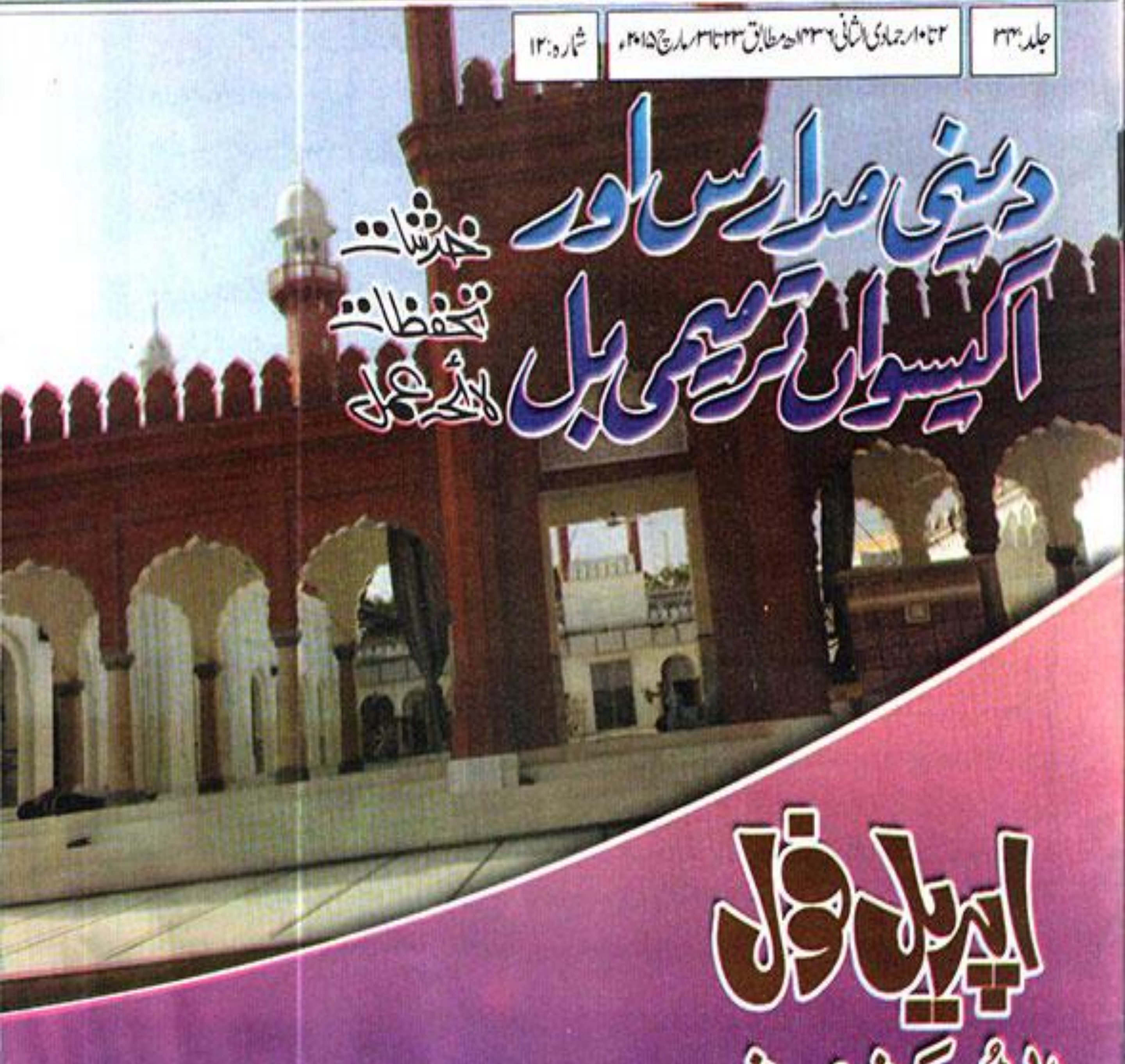

## دینی مدارس اور اکیسواں ترمیمی بل

خدشات

تحفظات

لائحہ عمل

## اپریل فول

اور اُس کی شرعی حیثیت


Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

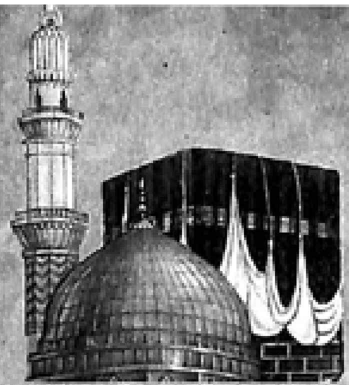

# آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

## طلاق کا حکم

ابوحسان جالندھری، کراچی

س:...... مفتی صاحب! میں نے غصہ میں اپنی بیوی فاطمہ کو ان الفاظ میں طلاق دی ہے: ”تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔“ ان الفاظ سے شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج:...... اگر واقعتاً آپ نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ مذکورہ الفاظ کہے تو ان الفاظ کے کہنے سے آپ کی بیوی پر شرعاً تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور آپ پر آپ کی بیوی ہمیشہ کے لئے حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوچکی ہے، اب آئندہ کے لئے آپ دونوں کا بغیر حلالہ شرعیہ کے ایک ساتھ رہنا جائز نہیں، بلکہ حرام ہے۔

”قال اللّٰہ تعالیٰ: فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره (البقرہ:۲۳۰) واجمعوا علی ان من طلق امرأته طلقة أو طلقتین فله مراجعتها! فان طلقها الثالثة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره، وکان هذا من محکم القرآن الذی لم یختلف فی تأویله ..... قال علماؤنا: واتفق ائمة الفتوی علی لزوم ایقاع الطلاق الثلاث فی کلمة واحدة وهو قول جمهور السلف .... والمشهور عن الحجاج بن أرطاة وجمهور السلف والائمة انه لازم واقع ثلاثا، ولا فرق بین ان یوقع ثلاثا مجتمعة فی کلمة او متفرقة فی کلمات۔“

(تفسیر القرطبی، ص:۱۲۲، ۱۲۳، ج:۳، طبع رشیدیہ)

”عن عائشة رضی اللّٰہ عنها ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اتحل للاول قال لا حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الاول۔“

(بخاری، ص:۷۹۱، ج:۲، باب من جوز طلاق الثلاث)

”قال الحافظ فی الفتح: فالتمسک بظاهر قوله طلقها ثلاثاً فانه ظاهر فی کونها مجموعة۔“

(فتح الباری، ص:۴۵۹، ج:۹، مطبوعہ قدیمی)

س:...... محترم مفتی صاحب! میرے نانا کا انتقال ہوگیا، ان کے انتقال کے وقت صرف دو ہی وارث تھے، بس ایک میری والدہ اور ایک میرے ماموں۔ گویا کہ مرحوم کا ایک بیٹا تھا اور ایک بیٹی۔ اب تقسیم جائیداد سے پہلے میری والدہ مرحومہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ اب ہم نانا کی جائیداد میں سے اپنی والدہ مرحومہ کے حصہ کا مطالبہ کررہے ہیں، جبکہ ہماری ممانی ہمیں حصہ دینے سے انکاری ہیں اور یوں وہ پوری جائیداد پر قابض بنی بیٹھی ہیں۔ اب ان کے لئے کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟ شریعت کیا کہتی ہے؟

ج:...... اگر واقعتاً آپ کا بیان درست اور صداقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں آپ کی ممانی پر لازم ہے کہ وہ آپ کی والدہ مرحومہ کے حصہ سے دستبردار ہوجائیں اور اس کا حصہ آپ کے حوالہ کردیں، ان کا آپ کی والدہ کے حصہ پر قابض ہوکر آپ کو محروم کردینا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ احادیث مبارکہ میں اس طرح کے ظلم و زیادتی کرنے پر سخت وعید آئی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ: ”من قطع میراث وارثه قطع اللّٰہ میراثه من الجنة یوم القیامة۔“ (مشکوٰۃ:۲۶۶ باب الوصایا)... جو شخص ناحق طور پر اپنے وارث کو وراثت سے محروم کردے تو اللہ تعالیٰ اس کا حق جنت سے باطل کردیں گے....

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے: ”میراث کی تقسیم کے بارے میں شرعی حکم ماننا اور لڑکیوں (بلکہ ہر وارث) کو ان کے حق سے محروم کرنا اور اس کو حق نہ دینا بہت سخت گناہ کا کام ہے، بلکہ حد کفر تک پہنچ جانے کا اندیشہ ہے، خدائے پاک نے اپنے کلام میں وراثت کے قانون و قواعد بیان کرنے کے بعد صریح الفاظ میں فرمایا ہے: ”ومن یعص اللّٰہ ورسوله ویتعد حدوده یدخله ناراً خالداً فیها وله عذاب مهین۔“ (النساء:۱۴) یعنی اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقررہ حدود سے تجاوز کرے گا تو اس کو جہنم میں ڈال دے گا، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں بہن کو ان کا حق دینا ضروری ہے، انکار کرنا رسم کفار کی اتباع ہے۔“ (فتاویٰ رحیمیہ قدیم ص:۲۵۵، ج:۲، کتاب الوصیۃ والمیراث)

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ


## مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد


جلد:۳۴ — ۲تا۱۰؍جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳تا۳۱؍مارچ ۲۰۱۵ء — شمارہ:۱۳

## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| صحابہ کرامؓ کی باہم رشتہ داریاں! | ۴ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| دینی مدارس اور اکیسواں ترمیمی بل | ۶ | حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ |
| عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ.... ہماری ذمہ داری | ۱۰ | مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ |
| وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے! | ۱۳ | مولانا قاری محمد حنیف جالندھری |
| اپریل فول... تاریخی وشرعی حیثیت | ۱۵ | مولانا مرغوب الرحمن سہارنپوری |
| جاوید احمد غامدی.... سیاق وسباق کے آئینہ میں!(۲) | ۱۷ | مولانا فضل محمد مدظلہ |
| تحریک ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۶۱) | ۲۰ | مسعود ساحر |
| دعوتی وتبلیغی اسفار.....(۳) | ۲۲ | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |



## سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

## مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

## نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

## مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

## معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

## قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

## سرکولیشن منیجر
محمد انور راؤ

## تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

## بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ


## زر تعاون

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.


**رابطہ دفتر:** جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

**مرکزی دفتر:** حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

**لندن آفس:**
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199


ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

# صحابہ کرامؓ کی باہم رشتہ داریاں!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

چند دن پہلے حضرت مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے محمد ابوبکر نافع کراچی تشریف لائے، انہیں اپنے والد نوراللہ مرقدہ کی تصنیف کردہ کتاب ’’رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ‘‘ یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی باہم قرابتیں اور رشتہ داریاں کی عربی زبان میں تصدیق مطلوب تھی۔ امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم نے راقم الحروف کے متعلق فرمایا کہ یہ اردو میں لکھ دیں، میں عربی زبان میں اس کا ترجمہ کردوں گا۔ حضرت امیر مرکزیہ کے حکم پر راقم نے جو کچھ لکھا، افادۂ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہے:

’’حضرت مولانا محمد نافع صاحب، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے شاگرد رشید اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ مرحوم نے تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف اور تحقیق وتدقیق میں بھی بہت کام کیا ہے۔ آپ نے یوں تو بہت ساری کتب تصنیف فرمائی ہیں، لیکن ان میں بطور خاص ’’رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ‘‘ کو علمائے پاکستان کے علاوہ ہندی علماء نے بھی بہت پسند فرمایا ہے۔ یہ کتاب کل چار حصوں میں ہے:

حصہ اول: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے آپس میں تعلقات اور محبت۔ حصہ دوم: حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ واہل بیت کے تعلقات۔ حصہ سوم: حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰ واہل بیت کے تعلقات۔ حصہ چہارم: مسئلہ اقربا نوازی اور مطاعن عثمانی کا جواب۔

اس کتاب پر شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے ۱۹۸۱ء میں ماہنامہ ’’بینات‘‘ کراچی میں جو تبصرہ فرمایا کسی قدر حک واضافہ کے بعد کچھ یوں ہے:

’’صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عموماً اور حضرت خلفائے ثلاثہؓ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کچھ خاص فکر کے لوگوں نے دو متخالف اور متخاصم گروہوں میں بانٹ رکھا ہے۔ ان کی تعلیم یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم، اہل بیت نبوی (علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والسلام) کے دشمن تھے اور حضرات خلفائے راشدین، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خون کے پیاسے تھے، جب کہ یہ نظریہ ’’دو دونی پانچ‘‘ کی طرح غلط ہے۔ عقل ومنطق کی رو سے بھی، حقائق وواقعات کے اعتبار سے بھی اور قرآن وسنت کی شہادت کے لحاظ سے بھی۔ اس لئے مدت سے خیال تھا کہ جو حضرات اہل بیت سے محبت کا دم بھرتے ہیں انہی کے لٹریچر سے ان اکابر کی باہمی الفت ومحبت کے شواہد تلاش کئے جائیں۔ حق تعالیٰ شانہ حضرت مولانا محمد نافع صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ ان کی زیر نظر تالیف اسی خیال کا حسین مظہر ہے۔

مولانا نے اس تالیف کو صدیقی، فاروقی، عثمانی تین حصوں پر تقسیم کیا ہے اور ہر حصہ (جو الگ الگ جلدوں میں ہے) پانچ ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ زیر نظر حصہ عثمانی کے پہلے باب میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے خاندانی ونسبی تعلق کا خاکہ پیش کیا گیا ہے اور اس میں دونوں خاندانوں کے سات رشتے ذکر کئے گئے ہیں۔ دوسرے باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور انہیں بجان ودل خلیفہ تسلیم کرنے کا ذکر ہے۔ تیسرے باب میں حضرت علی، حضرات حسنین اور ان کے اخلاف امجاد (رضی اللہ عنہم) کی زبان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب مذکور ہیں۔ چوتھے باب میں چھ عنوان ہیں:

۱:... امور خلافت میں حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ سے تعاون۔ ۲:... عثمانی خلافت میں ہاشمی حضرات کے عہدے اور مناصب۔

۳:… ہاشمی حضرات کا عثمانی عدالت سے رجوع کرنا۔ ۴:… حضرت عثمانؓ کی طرف سے ہاشمی حضرات کا اعزاز واکرام۔

۵:… عثمانی خلافت میں ہاشمی حضرات کا جہاد وغزوات میں شریک ہونا۔ ۶:… ہاشمیوں کے لئے عثمانی عطیات۔

پانچویں باب میں محاصرۂ عثمانی کے دوران کے وہ واقعات مذکور ہیں، جن سے دونوں حضرات کا باہمی تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو ’’رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ‘‘ (آپس میں شفیق) فرمایا ہے اور یہ پوری کتاب جو فریقین کی کتابوں کے حوالوں سے مرصع ہے، گویا اس ارشاد الٰہی کی ایمان افروز تفسیر ہے۔ اس لئے اس کا نام بھی بہت حسین اور اسم بامسمّٰی ہے، حضرت مولف کا اسلوب سہل اور سادہ، کلام مناظرانہ نہیں بلکہ محققانہ ہے۔

اسی طرح مسئلہ اقربا نوازی حضرت مصنف کی کتاب ’’رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ‘‘ حصہ سوم کا تتمہ ہے۔ دورِ قدیم وجدید کے باطل پرستوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ناروا اعتراضات کئے ہیں۔ ان میں سے بدترین اعتراض آپ پر خویش پروری اور اقربا نوازی کا الزام ہے۔ جن لوگوں نے یہ اعتراض تصنیف کیا ان کا مقصد ان مفسد بلوائیوں کی کارگزاری کو برحق ثابت کرنا تھا، جنہوں نے خلیفۂ مظلوم کے خونِ ناحق میں اپنے ہاتھ رنگین کرکے اپنے لئے دوزخ کا اور امت کے لئے فتنوں کا دروازہ کھول دیا ہے۔

جناب مصنف نے اس کتاب کو بھی (اصل کتاب کی طرح) ابتدائی تمہیدات کے بعد پانچ ابواب پر تقسیم کیا ہے اور ہر باب کا عنوان ’’بحث‘‘ تجویز کیا ہے۔

پہلی بحث میں انہوں نے عثمانی خلافت کے امرأ، والیوں اور منصب داروں کی فہرست پیش کرکے بتایا ہے کہ ان میں صرف پانچ چھ آدمی ایسے ہیں جن کو حضرت عثمانؓ کے اقارب میں شمار کیا جاتا ہے اور جن کا نام لے کر حضرتؓ پر اقربا نوازی کی تہمت دھری جاتی ہے۔ بارہ سالہ طویل وعریض حکومت میں منصب داروں کی جو تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہوگی، مگر اس میں پانچ چھ نام خلیفہ کے اہل خاندان کے بھی آجائیں تو کیا دنیا کا کوئی عقلمند اس کو خویش پروری کہہ سکتا ہے؟ جبکہ دوسرے خاندانوں کا حصہ کسی طرح کم نہیں۔

دوسری بحث میں ان پانچ چھ اشخاص کو تاریخ کی میزان میں تول کر دکھایا گیا ہے کہ آیا ان حضرات کو حضرت عثمانؓ نے جس منصب کے لئے منتخب کیا وہ اس کے اہل بھی ثابت ہوئے یا نہیں؟ (واضح رہے کہ ان میں پانچ حضرات صحابیؓ ہیں) اور مروان بن حکم وفات نبوی کے وقت ہشت سالہ تھے، مگر لقاء ورؤیت ثابت نہیں۔

تیسری بحث میں یہ بتایا ہے کہ اہل قرابت اور قرابت کا تصور ہی بعد کے ذہن کی پیداوار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے میں دیکھا یہ جاتا تھا کہ کس کام کے لئے کون موزوں ہے؟ یہ نہیں دیکھا جاتا تھا کہ جس شخص کو منتخب کیا جارہا ہے وہ کہیں خلیفہ کا اہل قرابت تو نہیں؟ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت مہد میں آپ کے متعدد اہل قرابت کو عہدے دیئے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اپنے اہل قرابت کو عہدے نہیں دیتے تھے، حالانکہ ان کے عہد میں بھی دیئے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ راشد ہونا تو فریقین کو مسلم ہے، انہوں نے بھی اپنے اہل قرابت کو خدمات پر مامور فرمایا، پس اگر یہ چیز موجب اعتراض ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ہی کیوں ہے؟ لگانے والوں کو اقربا نوازی کا الزام ان تمام حضرات پر لگا کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنا چاہئے۔

چوتھی بحث میں اقربا کے لئے مالی عطیات کے الزام کا تجزیہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ کذب خالص اور صریح بہتان ہے۔ بیت المال میں حضرت عثمانؓ کا کوئی ایسا تصرف ثابت نہیں۔

پانچویں اور آخری بحث میں بتایا گیا ہے کہ صحابہ کرامؓ، سلف صالحینؒ اور بزرگان دین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت وحکومت کو ان تمام شوائب سے منزا سمجھتے تھے، جو ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ یہ کتاب (اپنی اصل کی طرح) بڑے متین اور ٹھوس دلائل سے آراستہ ہے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ مصنف کا قلم افراط اور تفریط سے ہٹ کر راہ اعتدال کی راہنمائی کرتا ہے۔ واللہ الموفق۔‘‘

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور زیغ وضلال اور ہمہ قسم کے فتنوں سے حفظ وامان نصیب فرمائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

# دینی مدارس اور اکیسواں ترمیمی بل!

## خدشات و تحفظات اور لائحہ عمل

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب

۲۸ربیع الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰جنوری ۲۰۱۵ء بروز منگل کو جامعہ کے ناظم تعلیمات واستاذ حدیث مولانا امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم کے صاحبزادے حافظ محب اللہ کے حفظِ قرآن کی تکمیل کی مناسبت سے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں ایک سادہ اور پُر وقار تقریب منعقد ہوئی، جس میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ مہمانِ خصوصی تھے۔ آخر میں میرِ مجلس قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں مفصل اور پُر مغز خطاب کیا، اس تقریر کو جامعہ کے طالب علم محمد انس پٹیل (درجہ رابعہ) نے ضبط کیا۔ کسی قدر اختصار کے بعد افادۂ عام کی خاطر ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمة للمؤمنین، ولا یزید الظالمین إلا خساراً، صدق اللہ العظیم

حضرت مخدوم مکرم مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر صاحب! برادر مکرم حضرت مولانا امداد اللہ صاحب! جامعہ کے ذمہ داران واساتذہ کرام! اس اجتماع میں موجود تمام اکابرین اور میرے عزیز طلبہ!

میں اپنے آپ کو بڑا خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ پیارے محب اللہ کی حفظِ قرآن کی تکمیل کی اس تقریب میں اہلِ علم کی صف میں شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی برکات سے اس تمام اجتماع کو شرف یاب و سرفراز فرمائے!

### مدارس واہلِ مدارس کی کردارکشی کیوں؟:

میرے محترم دوستو! کوئی اس خدمت کی قدر کرے یا نہ کرے، ہم امریکہ اور بین الاقوامی قوتوں سے درخواست نہیں کررہے کہ آپ ان مدارس کی قدر کریں، ہم اپنے ملک کے حکمرانوں سے بھی نہیں کہتے کہ ازراہِ کرم آپ ان مدارس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں۔ لیکن ہم اپنی قوم سے اور اس دھرتی کے مسلمانوں سے ضرور یہ التماس کرتے ہیں کہ ان مدارس کی قدر کو جانو۔ آج دنیا میں اسلام کے خلاف پروپیگنڈے ہورہے ہیں۔ یاد رکھئے! قرآن کریم کے خلاف براہِ راست گفتگو نہیں کی جاسکتی اور شاید اللہ کے دین کو براہ راست تنقید کا نشانہ بنانا بھی ان کے لیے ممکن نہ ہو، لہٰذا جو دین والے ہیں اور دین کی خدمت کرتے ہیں اور دینی علوم سے وابستہ ہیں، ان کی کوئی بھی انسانی کمزوری مل جائے تو بات کا بتنگڑ بنا کر پیش کردیتے ہیں، تاکہ دین کا کام کرنے والوں کی کردارکشی ہو تو دین کا کام خود بخود رُک گا۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کا پہلا حربہ نہیں، جب وحی اتاری جارہی تھی، تب بھی تو شیطان کی فوج نے اور شیطانی قوتوں نے یہ کوشش کی تھی، اللہ کی اس امانت کو جو آسمانِ دنیا سے روئے زمین پر لانے والی شخصیت حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی تو مجروح کیا گیا تھا کہ اتنی دور سے اور اتنے طویل فاصلوں سے ایک ایک لفظ کو صحیح صحیح اور ترتیب کے ساتھ لانا کیسے ممکن ہے؟ یقیناً اس میں کہیں ردوبدل ہوا ہوگا۔ ان کا خیال تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اس خدمت کو مشکوک بنادیا جائے تو وحی پر اعتماد اُٹھ جائے گا، لیکن رب العزت نے ان لوگوں کے اس پروپیگنڈے کو رد کرتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ، ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ، مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ۔" (التکویر:۱۹-۲۱)

کہ یہ کسی عام آدمی کی بات نہیں ہے، ایک محترم پیغام رساں کی بات ہے، ایسا محترم پیغام رساں جو اپنی ذات میں طاقت ور اور عرش والے کے ساتھ رہتا ہے اور عرش والے کی رفاقت اُسے نصیب ہے اور معمولی شخصیت نہیں ہے: "مُطَاعٍ" اکیلے نہیں آرہا، ملائکہ کے حفاظتی دستے اس کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں، کوئی شیطانی حربہ اس امانت پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرسکتا، "ثَمَّ أَمِينٍ" اپنی ذات میں بھی وہ امانت دار، اپنی ذات میں بھی وہ محترم اور خارجی لحاظ سے اس کی نسبت بھی اتنی عظیم کہ تمام زندگی عرش والے کے پڑوس میں رہا اور پھر ملائکہ کی صورت میں حفاظتی دستے بھی ساتھ ساتھ آرہے ہیں، لہٰذا مطمئن رہو کہ جو کلام ہم نازل کررہے ہیں، اس کا ایک ایک لفظ، زبر، زیر اور ترتیب کے ساتھ محفوظ ہے اور اس میں کسی بھی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

جب ان شیطانی قوتوں کی یہ سازش ناکام ہوگئی تو پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نشانہ بنایا، چونکہ اس زمانہ میں شعر وادب عروج پر تھا، شعراء کی فصاحت وبلاغت دنیا میں رواج پاچکی تھی اور ہر شخص

عرب شعراء کے کمال کا معترف تھا، اس لیے یہ پروپیگنڈا کردیا کہ فصیح و بلیغ کلام سنانا کون سی بڑی بات ہے؟ یہ تو ہمارے شعراء بھی سناتے ہیں، لہٰذا یہ بھی کوئی شاعری ہوگا اور یہ معجزات تو کوئی جادوگری معلوم ہوتی ہے، اس معاشرے میں جادوگری اور شاعری کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ وہاں آسمانی شیطان' ملائکہ کے خلاف پروپیگنڈا کررہے تھے اور یہاں زمینی شیطان' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پروپیگنڈا کررہے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس پروپیگنڈے کو بھی رد کرتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ، وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ، قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ، وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ، تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ۔" (الحاقۃ:۴۰-۴۳)

یعنی اُسے کسی عام آدمی کی بات نہ سمجھو، یہ بڑی محترم شخصیت کی بات ہے، جو نہ شاعر ہیں نہ جادوگر اور جو کچھ وہ بیان کررہے ہیں، وہ رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ جب اس وحی کو نازل کرنے والی ذات کو اور جس مبارک شخصیت پر یہ وحی نازل ہوئی، ان کو بھی نہیں بخشا گیا تو پھر آپ یہ کیوں سمجھتے ہیں کہ آج کے اس دور میں آپ کو بخشا جائے گا؟

## حق و باطل کی دائمی کشمکش اور موجودہ حالات:

یہ حق اور باطل کی لڑائی تو قیامت تک چلے گی، جب انسان پیدا ہوا تو ساتھ ہی حق اور باطل بھی پیدا ہوئے ہیں، اور دین اسلام اور قرآن کریم پر اسی طرح چودہ سو سال گزرے ہیں، تاریخ اسلام میں کتنے بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے، حکومتیں ملیامیٹ ہوئیں، کتب خانے جلادیے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے بڑا اور مضبوط نگران' حکومت وقت ہوا کرتی ہے، تو ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ حکومت وقت کی نگرانی کا تصور بھی ختم ہوگیا، ان تمام حالات سے اللہ کا یہ کلام گزرا ہے۔

لیکن جیسے رسول اللہ ﷺ نے امت کے حوالے کیا تھا، آج بھی اپنے انہی الفاظ اور اسی ترتیب کے ساتھ موجود ہے۔ یہ کشمکش کا دور چلتا رہا ہے اور چلتا رہے گا۔ مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان مدارس کی بنیاد اخلاص کے ساتھ اور قرآن وحدیث کی خدمت کے جذبے سے ڈالی گئی ہے اور جس چیز کی بنیاد اخلاص سے ڈالی جائے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ۔" (التوبۃ:۱۰۸)

ترجمہ: "البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، وہ اس بات کی زیادہ حق دار ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔"

ان کے اندر پڑھنے پڑھانے والے بھی پاکیزہ ہوئے۔ ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں کیا کیا باتیں ہورہی ہیں اور مختلف واقعات کو دین اسلام اور اخوت اسلام کے خلاف کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ نائن الیون کا واقعہ ہوا تو پہلے سے دماغوں میں بنا ہوا ذہن اچھل کر باہر آیا، سوچا نہیں کہ ہم نے اس پر کیا ردعمل دینا ہے۔ اس واقعے پر دنیا کے سامنے فوری ردعمل یہ سامنے آیا کہ صلیبی جنگ شروع ہوگئی، یعنی ہم نے مسیحیت کی طرف سے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جنگ کا آغاز کردیا۔ کسی نے سمجھایا کہ تم نے یہ کیا کہہ دیا؟ اس سے دنیا میں تمہارا امیج خراب ہوگیا ہے، تب ایجنڈے کا دوسرا درجہ بیان کیا کہ دنیا میں تہذیبوں کی جنگ شروع ہوگئی ہے۔ پھر کسی نے سمجھایا کہ یہ کیا کہہ دیا؟ اسلام اور امت مسلمہ تو اپنی تہذیب پر جان بھی دے دیتی ہے، تو پھر تیسرے مرحلے میں یہ بیان جاری کیا گیا کہ یہ جنگ دہشت گردی کے خلاف ہے۔ لیکن اس واقعہ کو اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف استعمال کیا گیا، آپ کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ یہ واقعہ ۲۰۰۱ء میں ہوا، جبکہ ۲۰۰۲ء میں فرانس میں نیٹو کا اجلاس ہوا، جس کے ایجنڈے میں تھا کہ ۱۹۴۹ء میں ۲۸ یورپی ممالک پر مشتمل نیٹو اس لیے قائم ہوئی تھی تاکہ سوویت یونین کی توسیع پسندی کو روکا جائے اور اس کے خلاف یورپ کا ایک دفاعی ادارہ ہو، چونکہ وہ مقصد حاصل ہوگیا، اس لیے اب نیٹو تحلیل ہوجانی چاہیے۔ لیکن فوراً کہا گیا کہ نہیں! ابھی اسلام اور مسلمان ہمارے لیے چیلنج ہیں، لہٰذا یہ اتحاد برقرار رہنا چاہیے۔

پھر امریکہ کی طرف سے یہ بات سامنے آئی کہ ترقی پذیر ممالک کی جغرافیائی حدود حتمی نہیں ہیں اور یہ بیان بھی آیا کہ بیسویں صدی برطانیہ کی تھی اور دنیا کی جغرافیائی تقسیم برطانیہ کے مفادات کے تابع تھی، اب اکیسویں صدی ہماری ہے، لہٰذا دنیا کی جغرافیائی تقسیم بھی ہمارے مفادات کے تابع ہوگی۔ انہوں نے اپنا پورا ایجنڈا آپ پر واضح کرکے دیا ہے، لیکن پھر بھی ہم لوگ پریشان ہوجاتے ہیں اور ہمیں اپنے موقف کے بارے میں تردد ہوجاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی دنیا کے حکمران' امت مسلمہ کا ساتھ نہیں دے سکتے، ان کی اپنی مجبوریاں ہیں، وہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا ساتھ دے رہے ہیں، لہٰذا جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، چاہے افغانستان کی صورت حال ہو یا عراق، شام، لیبیا اور یمن کے حالات، ان سب چیزوں کو آپ اس پہلو سے ضرور دیکھیں کہ کہیں یہ ترقی پذیر دنیا کی نئی جغرافیائی تقسیم کا پہلا مرحلہ تو نہیں!!! اس بات کو مدنظر رکھیں۔

جب ۲۰۱۰ء میں امریکہ کی وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس نے بیان دے دیا تھا کہ ہم نئی مشرق وسطیٰ تشکیل دیں گے، آج ہم مشرق وسطیٰ میں جو منظر دیکھ رہے ہیں، کیا ہم اس کو نئے مشرق وسطیٰ کی تشکیل کے اس ارادہ وعزم سے الگ اور اس سے لاتعلق کرسکتے ہیں؟

## وطنِ عزیز کو درپیش صورتِ حال

ہمارے اہلِ علم کو دنیا کے ان حالات کو ضرور مدِ نظر رکھنا چاہیے کہ دنیا کا ایجنڈا کیا ہے؟ اور اس کے لیے کس چیز کو تباہ کیا جارہا ہے؟ اس کا نشانہ اسلام اور مسلمان کیوں ہیں؟ میں پارلیمنٹ میں کہہ چکا ہوں اور اپنے حکمرانوں کو بھی متنبہ کرتا ہوں کہ اگر ان کا ایجنڈا یہ ہے کہ نئی جغرافیائی تقسیم مقصود ہے تو پھر پاکستان کے مغرب میں ۲۳۰۰ کلومیٹر کی افغانستان سے وابستہ پوری سرحد کو سرحد نہیں کہا جارہا، بلکہ آج بھی ''ڈیونڈر لائن'' سے موسوم ہے۔ دنیا کی کتابوں میں ''پاک افغان بارڈر'' موسوم نہیں ہے۔ دوسری طرف مشرق سرحد کو آپ دیکھیں، کشمیر کی طویل ترین سرحد کو بھی ''کنٹرول لائن'' کہا جارہا ہے، وہ بھی صرف لائن ہے، آپ کا بارڈر نہیں ہے اور اقوامِ متحدہ کے قانون کے تحت متنازعہ علاقہ ہے۔ جب ہماری مغربی اور مشرقی سرحدوں کا یہ عالم ہے تو پھر اس وقت ایشیا میں اس بین الاقوامی ایجنڈے کا آسان ترین نشانہ پاکستان کے علاوہ اور کون ہو سکے گا؟ آپ ان چیزوں کو کیوں نہیں سوچ رہے؟ اس حد تک دباؤ میں کیوں جارہے ہیں؟

## موجودہ حالات کا ذمہ دار کون؟

یہ سب حالات ہیں اور ہم نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہہ دیا ہے اور میں آج آپ حضرات کے سامنے بھی وضاحت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں جنگ ہماری ضرورت نہیں۔ یہ جنگ آپ کی طرف سے ہے، یہ جنگ آپ کے ایجنڈے کی تکمیل کررہی ہے، یہ مسلمانوں کے ایجنڈے کی تکمیل نہیں۔ اور جنگ یک طرفہ نہیں لڑی جاتی، بلکہ اس کے لیے دشمن بھی چاہیے، اگر ہمارے ماحول میں شدت پسندی یا جسے آپ ''دہشت گردی'' کہتے ہیں، اس کا ماحول موجود ہے تو یہ بھی آپ کی ضرورت اور آپ کا پیدا کردہ ہے، یہ مسلمانوں کا پیدا کردہ ماحول نہیں ہے۔

آپ مدارس کی بات کرتے ہیں تو مدارس تو دور کی بات ہے، یہ مدارس آپ کے لیے آسان نشانہ بن گئے ہیں، حقیقت تو ہم جانتے ہیں، لیکن ابھی ہم اس بحث کو نہیں کھولنا چاہتے کہ یہ عسکری جتھے کس نے بنائے؟ میرا ایک طالب علم جس کا نام فلاں ولد فلاں تھا، اس کو ترغیبات کس نے دیں؟ جہادِ افغانستان کی ترغیبات کس نے دیں؟ جنگ کی تربیت کس نے دی؟ کلاشنکوف کی تربیت کس نے دی؟ راکٹ لانچر کی تربیت کس نے دی؟ بم بنانے کی تربیت کس نے دی؟ بم پھاڑنے کی تربیت کس نے دی؟ یہ سارے اعلیٰ ترین جنگی وسائل کس نے سکھائے؟ اور اس غریب طالب علم کو جو فلاں ابن فلاں کے نام سے کسی مدرسے سے نکلا یا کسی تعلیمی ادارہ سے نکلا یا ہماری سوسائٹی سے نکلا، آگے جاکر اس غیر فوجی کو فوجی ٹریننگ اور جنگی تربیت کس نے عطا کی؟ اور پھر بھی بڑی آسانی سے کہہ دیا کہ یہ مدرسہ سے فارغ ہے اور اس کا الزام مدرسہ پر لگایا جارہا ہے۔

میں نے اس دن آل پارٹیز کانفرنس میں بھی اور پارلیمنٹ میں بھی یہ بات کھل کر کہی ہے کہ دباؤ صرف مدارس پر کیوں ہے؟ آپ کے نیشنل ایکشن پلان میں مدرسے کی رجسٹریشن اور اس کی ضابطہ بندی کا لفظ کیوں لکھا گیا ہے؟ یہ جو آج کل آپ پھانسیوں پر پھانسیاں دے رہے ہیں، ذرا بتائیے کہ ان میں مدرسہ کا کون سا طالب علم ہے؟ یہ دہشت گردی حملہ میں ملوث لوگ کون ہیں، جن کو آپ پھانسیاں دے رہے ہیں؟ جی ایچ کیو پر حملہ کرنے والوں میں مدرسے والا کون ہے؟ مہران ایئربیس پر حملہ کرنے والوں میں کونسا مدرسے کا طالب علم ہے؟ کامرہ ایئربیس پر حملہ کرنے والوں اور پشاور ایئربیس پر حملہ کرنے والوں میں سے کوئی ایک تو بتاؤ کہ کونسا مدرسہ کا طالب علم ہے؟ نشان دہی تو کردو۔ اس طرح تو نہ کرو کہ ''استاد تو بے ضرر ہوا اور شاگرد گناہ گار ہوگیا'' اور اب شاگرد کو ذبح کیا جارہا ہے، اور کہا جارہا ہے کہ شاگرد نے سب کچھ کیا، میں نے کچھ نہیں کیا اور مجھے تو پتہ بھی نہیں تھا، میں تو کسی تنظیم کو نہیں جانتا، دامن صاف!

''رند کے رند رہے، ہاتھ سے جنت نہ گئی۔''

انصاف سے کام لیا جائے۔ جس وقت یہ بحث آئی تو ہم نے کہا کہ مدارس کی رجسٹریشن کا لفظ کس لیے لکھا ہے؟ کہنے لگے کہ: جی! بہت سے مدارس جو بغیر رجسٹریشن کے ہیں۔ میں نے کہا: حکومت کے درمیان اس قسم کے قانون کی ترمیم پر اتفاق ہوگیا تھا۔ آپ لوگ بھی سوال اٹھاتے ہیں کہ مدارس میں پیسہ کہاں سے آتا ہے؟ تو اس میں فنڈ کا معاملہ مالیاتی نظام طے کردیئے گئے تھے۔ آپ کہتے ہیں کہ مدارس کا نصاب دہشت گردی اور انتہا پسندی سکھاتا ہے، تو اس میں مدارس کے نصابِ تعلیم پر بھی اتفاق کیا گیا کہ یہ نصابِ تعلیم کوئی انتہا پسندی نہیں پھیلا رہا، مدارس کا تنظیمی ڈھانچہ کیا ہوگا؟ یہ واضح کیا گیا اور اس اتفاق رائے کے بعد ۲۰۰۵ء میں ترمیمی آرڈیننس آیا، جس کی قانون سازی مرکز اور صوبوں میں ہوئی، اب کون سی آفات بیچ میں آگئی ہیں کہ دوبارہ قانون سازی کی ضرورت پیش آگئی؟

## معروضی صورتِ حال اور قانون سازی:

میں نے ایک اور بات بھی کہی کہ ہر وقت آپ لوگوں کے نشانہ پر مذہبی لوگ ہوتے ہیں کہ یہ مذہبی لوگ آپس میں لڑ رہے ہیں، آپس میں ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں، تفرقہ اور نفرت پھیلا رہے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا کہ ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' کے نعرے پر اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے ۶۷ سال پہلے ایک پاکستان قائم ہوا تھا، اس کے بعد اس ملک کے اندر داخلی جغرافیائی اکھاڑ پچھاڑ میں کبھی کسی شیعہ نے کہا کہ مجھے اپنا صوبہ دو؟ کبھی کسی سنی نے کہا کہ مجھے

اپنا صوبہ دو، میں ان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا؟ کبھی کسی دیوبندی نے کہا کہ اس علاقہ کا ڈویژن دیوبندیوں کا ہونا چاہیے؟ کبھی کسی بریلوی نے کہا کہ فلاں ضلع بریلویوں کے نام کرو؟ لیکن یہ مہاجر سندھی کا سوال پیدا کرنا، سرائیکی اور پنجابی کا سوال پیدا کرنا، پختون بلوچ کا سوال پیدا کرنا، یہ ہزارہ اور پختون کا سوال پیدا کرنا، یہ سب آپ حضرات کی کارستانیاں نہیں ہیں؟ یہ بنگال لسانیت کی بنیاد پر نہیں ٹوٹا؟ آپ کے نعروں سے نفرتیں پیدا ہورہی ہیں۔ حقوق کے نام پر تعصب پیدا کر رہے ہو، ملک کو اندر سے توڑ رہے ہو، کبھی لسانیت کی بنیاد پر صوبہ کا، کبھی ملک کا نعرہ اور کبھی ملک سے آزادی۔ کر نعرے، کبھی ملک کو اندر سے جغرافیائی طور پر تقسیم کرنا، یہ ساری آپ کی کارستانیاں ہیں، ملک کے اندر کی جغرافیائی اکھاڑ پچھاڑ کے آپ ہی ذمہ دار ہیں اور آپ ہی اس کے نعرے لگاتے ہیں، کبھی کسی مذہبی آدمی نے کہا ہے کہ ملک کو میرے عقیدے اور فکر کی بنیاد پر تقسیم کردو؟ کہتے ہیں کہ یہ آپس میں لڑتے ہیں، میں نے کہا: اس لیے لڑتے ہیں کہ قانون سازی نہیں ہے، حدود متعین نہیں ہیں، محرم میں فوج کو لے آتے ہو، راستوں میں کھڑا کردیتے ہو، قیام امن کے لیے شہر کو فوج کے حوالے کردیا، رینجرز کے حوالے کردیا، اس حوالے سے قانون سازی کیوں نہیں کررہے؟ تاکہ اگر کوئی مکتب فکر یا کوئی فرقہ اپنا ایک غلط یا صحیح تہوار مناتا ہے تو اس کی حدود تو متعین ہوں، کسی دوسرے کو تکلیف تو نہ دے، ایک دوسرے کی دل آزاری تو نہ کرے، لیکن ستر سٹھ سال گزر گئے اور آپ نے اس سلسلے میں قانون سازی نہیں کی۔ میلاد کا جلوس آتا ہے، امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوگیا، شہر فوج کے حوالہ کردیا، رینجرز کے حوالہ کردیا، فلاں فلاں علاقے حساس قرار دے دیئے گئے اور پھر وہ جلوس خیر خیریت سے گزر جاتا ہے، قانون سازی نہیں ہوتی۔ اور تو چھوڑیں، یہ رؤیت ہلال کمیٹی کو دیکھیں، میں نے ایک مولوی صاحب سے کہا کہ اس کمیٹی کی حیثیت قاضی کی ہے اور یہ جو فیصلہ دے گی تو اس کا فیصلہ حتمی ہوگا اور ہم پر اس کا ماننا لازم ہوگا، انہوں نے کہا: اگر یہ قاضی ہے تو قاضی کا فیصلہ کوئی نہ مانے تو اس کو سزا ہوتی ہے یا نہیں؟ میں نے کہا: سزا تو ہوتی ہے، کہنے لگے: بتاؤ قانون کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ قانون تو نہیں ہے، کہنے لگے کہ قانون نہیں تو پھر یہ قاضی نہیں۔ اور کیوں قانون سازی نہیں ہورہی؟ تاکہ جب بھی کوئی فساد ہو تو مذہب کی طرف لوگوں کی انگلیاں اُٹھیں، کیا ریاست نے اپنی کوئی ذمہ داری پوری نہیں کرنی؟ ۶۷ رسال ہوگئے کہ ان فتنوں سے ہم گزر رہے ہیں۔

**اکیسواں ترمیمی بل..... ہمارا موقف اور تحفظات:**

چند دن قبل پنجاب کے وزیر اعلیٰ صاحب میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ جی مساجد کو خود حکومت کنٹرول کرنا چاہتی ہے، یہاں سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ میں نے کہا: حضرت! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پھر آپ کا افسر جا کر کسی مولوی کے کان میں یہ نہ کہے کہ مولوی صاحب! آج ذرا تقریر ٹھوک کر کرنی ہے، یہ فلاں محلے کا دوسرا مولوی بڑا بدمعاش ہوگیا ہے، آپ کے خلاف بولتا ہے، میرے مولوی کو شدید تقریر پر آمادہ بھی تو آپ لوگ کرتے ہیں، تمہاری ایجنسیاں کرتی ہیں، فسادات تو آپ لوگ پھیلاتے ہیں، آپ خدا کے لیے ہمیں نہ لڑائیں، ہم تو نہیں لڑنا چاہتے، آپ لوگ اپنا فرض تو ادا کریں۔

۱۹۵۱ء کی اسلامی ۲۲ نکاتی تحریک سے لے کر ایم ایم اے تک تمام مکاتب فکر کی قیادت نے قومی وحدت پر کام کیا ہے، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لیے کام کیا ہے، ریاست اپنا فرض تو ادا کرے، لیکن وہ نہیں کرتا۔

پھر کہا گیا کہ ہر وہ مسلح تنظیم جو ریاست کے خلاف اسلحہ اٹھائے اور مذہب یا فرقے کا نام لے، اُسے ملٹری کورٹ میں پیش کیا جائے۔ ہم نے کہا: دہشت گردی، دہشت گردی ہوتی ہے، اس سے مذہب کا کیا تعلق ہے؟ اس سے قومیت کا کیا تعلق ہے؟ کہتے ہیں: نہیں، یہ جو پشاور کا واقعہ ہوا ہے۔ میں نے کہا: آپ یہ بتائیں کہ قانون کسی اصول کے تحت بنتا ہے یا کسی واقعہ کی بنیاد پر بنتا ہے؟ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو کیا دہشت گردی نہیں ہورہی؟ چلو ایک واقعہ ہوگیا، اس واقعے سے لوگوں کے جذبات بھڑک اُٹھے، بڑے معصوم بچے اس میں شہید ہوگئے، پورا صوبہ ہزارہ اور مالاکنڈ سے لے کر ڈیرہ اسماعیل خان اور مردان تک کے بچے وہاں پڑھ رہے تھے، ہماری اپنی جماعت کے بہت سارے لوگوں کے بچے وہاں پڑھ رہے تھے، کچھ شہید ہوگئے، کچھ زخمی ہوگئے، یقیناً اس پر ہم سب کو ناراضگی ہے، اب اگر آپ قانون بناتے ہیں تو قانون ضرور بنائیں، لیکن دو چیزیں مدنظر ہونی چاہئیں۔ ایک قانون کے اندر جامعیت ہو، جو اس موضوع کے ہر پہلو کا احاطہ کرے، اور دوسری چیز یہ کہ اس قانون کے امتیازی طور پر استعمال کے احتمال کو ختم کیا جائے۔

تحفظِ پاکستان آرڈیننس آیا تو ہم نے اس وقت بھی یہی کہا کہ یہ کسی کے خلاف بھی ناجائز استعمال نہ ہو، جو دہشت گرد ہے، ملکی قانون کو توڑتا ہے اور ریاست کے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے، اس کو سزا ملے۔ اب جناب! اس پر لڑائی شروع ہوگئی، ہم ڈٹ گئے کہ نہیں! یہ امتیازی قانون ہے، عموماً ایک قانون بن جاتا ہے تو اس کے بننے کے بعد یہ احتمال ہوتا ہے کہ یہ امتیازی استعمال ہورہا ہے یا ہوسکتا ہے، یہاں تو یہ قانون اپنے مسودہ میں چیخ چیخ کر خود پکار رہا ہے کہ میں نے امتیازی استعمال ہونا ہے۔

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

# عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور ہماری ذمہ داری

۲۲ر فروری ۲۰۱۵ء بروز اتوار شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی علمی و دینی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے لئے گلِ بہار لان بہادر آباد کراچی میں ایک سیمینار منعقد ہوا، جس میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی خطاب فرمایا۔ ہمارے ساتھی مولانا محمد قاسم نے اسے قلم بند کیا ہے۔ افادۂ عام کے لئے نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ دو آدمیوں کی زندگیاں قابل رشک ہیں، ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے مال کو حق کی راہ میں خرچ کیا۔ مال کوئی قابل رشک چیز نہیں ہے، قارون کے پاس بھی بہت زیادہ مال تھا، لیکن اس کا حشر کیا ہوا؟ آپ سب جانتے ہیں۔ لیکن اللہ اگر کسی کو مال دے اور پھر وہ اس فکر میں رہے کہ کہاں نیک کام ہو رہا ہے کہ وہاں میں خرچ کروں!! کوئی مسجد بن رہی ہے، وہاں خرچ کر رہا ہے، کوئی مدرسہ ہے، وہاں خرچ کر رہا ہے، فقراء اور مساکین کو دے رہا ہے اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا، اب وہ علم پھیلا رہے ہیں، اس کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ ہمارے بزرگ، وہ اس کے مصداق تھے۔ اللہ نے ان کو علم دیا اور انہوں نے پوری زندگی اس کی نشر و اشاعت میں صرف فرمائی۔ ایک جگہ میں ان کے بارے میں پڑھ رہا تھا کہ جب وہ دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے تو اس رات کو پوری رات عبادت کی اور رو رو کے دعائیں کیں: "اے اللہ! اب یہ حدیث کا تعلق مجھ سے منقطع نہ ہو۔" اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی تعمیل کی جبکہ آپ نے حجۃ الوداع میں خطبہ دینے کے بعد آخر میں فرمایا تھا: "الا فلیبلغ الشاھد منکم الغائب"... جو بھی سننے والے ہیں وہ آئندہ آنے والوں تک یہ میری باتیں پہنچا دیں... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہی توفیق دی اور انہوں نے اس کو خوب پھیلایا۔ آج ہزاروں ان کے شاگرد جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور ان کے لئے صدقہ جاریہ ہیں، اس کے علاوہ جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ نے اپنی امارت آپ کو سونپی تو آپ نے تحفظ ختم نبوت کے لئے بہترین خدمات انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور جنت میں اونچے سے اونچا درجہ عطا فرمائے۔ آمین۔

میرے بزرگو اور بھائیو! خاص طور پر علماء کرام سے مخاطب ہوں کہ ہر عالم جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک مقام دیا ہے، یا ہر وہ عالم جو کہیں امام ہے، کہیں خطیب ہے، ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے اپنے دائرے میں خاص طور پر عقیدۂ ختم نبوت کو اس طرح بیان کریں کہ ہمارے مقتدی اور ان کے ذریعے ان کے گھر والے، ان کو معلوم ہو کہ ختم نبوت کا مسئلہ کیا ہے اور ہمیں کیا عقیدہ رکھنا اور ایمان لانا ہے اور منکرین ختم نبوت کے بارے میں ہمیں کیا سوچنا ہے... اللہ جزائے خیر دے، اکابر علماء کرام نے اس موضوع پر اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ اب ہمارا کام یہی ہے کہ ہم ان کو پڑھیں اور معلومات حاصل کریں اور اس کو آگے تک پہنچائیں۔ اگر آپ امام ہیں، خطیب ہیں تو پانچ نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد، جس میں مقتدی زیادہ ہوں، آپ کا درس ضرور ہونا چاہئے، اس درس کے اندر، ضمنی طور پر ہی، یہ مسائل بھی ہونے چاہئیں اور جیسا کہ شرعی قاعدہ ہے: "کلموا الناس علی قدر عقولھم"... لوگوں کی جو ذہنی سطح ہے، اس کے مطابق آپ گفتگو کریں۔ جو ان کی سمجھ میں آئے، باریک مسائل نہیں، کھلے کھلے مسائل۔ مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے۔ میں اس وقت طالب علم تھا، اسکول چھوڑ کر ایک دینی مدرسے میں داخل ہوا تو ایک روز اپنے والد مرحوم کے ساتھ ایبٹ آباد گیا ہوا تھا، اس زمانے میں یہ لاؤڈ اسپیکر نہیں آیا تھا، کوئی خاص بات ہو تو منادی والا بازار میں پھرتا تھا، اس کے گلے میں ڈھول پڑا ہوتا تھا، "ڈھب، ڈھب ڈھب" اب لوگ متوجہ ہو جاتے کہ کوئی خاص بات ہے تو وہ آواز لگاتا کہ: آ گیا وہی منادی والا آ گیا" پہلے سنتا اس کی بات پھر کرتا کوئی اور بات" میں نے سنا تو وہ اعلان یہ کر رہا تھا کہ آج اتنے بجے کمپنی باغ میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا بیان ہوگا، وہاں ایک بہت بڑا میدان تھا، یہ وہ وقت تھا کہ وہاں کے اسکول، کالج

کے لڑکوں کی چھٹی کا وقت تھا۔ خیر! میں بھی چلا گیا وہاں، دیکھا کہ تمام اسکول، کالج کے لڑکے جمع ہیں اور حضرت شاہ صاحبؒ اسٹیج کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں، جیسے شیر بیٹھا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسا ان کو رعب دیا تھا اور ہاتھ میں کلہاڑی بھی ہوتی تھی، خیر ہم بیٹھ گئے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے، چونکہ اسکول کالج کے لڑکے تھے، اس لئے ان کو آسان زبان میں یعنی ان کی ذہنی سطح کے مطابق ''لا نبی بعدی '' کا مفہوم سمجھایا تو فرمایا کہ ''لا نبی بعدی '' ایسے ہی ہے جیسے ایک بہت بڑا مکان ہے، کوٹھی ہے، اس کے دروازے پر ایک آدمی پہرہ دے رہا ہے اور نہایت ہی شریف اور سچا انسان ہے، تو اب آپ اس سے پوچھتے ہیں کہ بھئی اندر کون ہے؟ اس کوٹھی کے اندر کون ہے؟ تو جواب میں وہ کہتا ہے: "No Man in the House" یعنی ''اس گھر کے اندر کوئی آدمی نہیں ہے'' تو سچا آدمی ہے، اس نے انسان کے وجود کی نفی کر دی، اب اگر تم دیکھو کہ کوئی چیز اندر سے نکل رہی ہے، تو یقینی بات ہے کہ اس نے تو سچی بات کہی تھی کہ انسان نہیں ہے۔ اب آنے والا کوئی گدھا ہوگا، کتا ہوگا، کوئی خنزیر ہوگا، کوئی جانور ہوگا! کوئی انسان تو نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس سچے آدمی نے کہہ دیا کہ "No Man in the House" اب ان اسکول کے لڑکوں کو یہ بات سمجھ میں آ گئی، یہی معنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا ''لا نبی بعدی '' ... میرے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا، ''کلموا الناس علی قدر عقولھم '' تو اب علماء کا یہ فرض ہے کہ ہمارے بڑے اگر تشریف لے گئے ہیں اور ہر ایک کو جانا ہے تو اب ہمیں وہ کام کرنا ہے جو انہوں نے کئے تھے اور عوام الناس تک ان مسائل کو پہنچانا، ان کو سمجھانا یہ ہمارا فرض ہے اور ساتھ ساتھ اسی حدیث میں جو میں نے ابھی پڑھی ہے کہ ایک تو وہ آدمی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور خوب خرچ کر رہا ہے اللہ کی راہ میں۔ فرمایا کہ ایک وہ آدمی ہے جس کے پاس مال نہیں ہے، غریب ہے، لیکن اس کا جذبہ یہ ہے کہ اے کاش! میرے پاس بھی اگر مال ہوتا تو میں بھی اسی طرح خرچ کرتا، تو فرمایا: اس کو اتنا ہی اجر ہے جتنا خرچ کرنے والے کو۔ اسی طرح ایک مسلمان جو عالم نہیں ہے لیکن اس کا جذبہ یہ ہے کہ یا اللہ! اگر میں عالم ہوتا میں بھی اسی طرح کام کرتا، تیرے دین کی خدمت کرتا تو اس کو اس نیت پر پورا پورا اجر ملے گا ان شاء اللہ! ہر مسلمان کو وہی اجر ملے گا جو ان حضرات کو ملتا ہے۔ بہر حال میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اپنے فریضے کو ادا کرنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ سے یہ بھی گزارش ہے کہ مجھ جیسے کمزور اور ناتواں کے کندھے پر ایک ذمہ داری ڈال دی گئی ہے جس کا میں اہل نہیں ہوں.... پیرانہ سالی اور ضعف و کمزوری ہے اس لئے آپ حضرات کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر کام لینا چاہے تو مُردوں سے بھی کام لیتا ہے تو اس لئے میں آپ کی دعاؤں کا بہت زیادہ محتاج ہوں۔ (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ نے آپ کو مرکزی امیر منتخب کیا ہے، اس کی طرف اشارہ ہے) ہم اس مسئلے کو دوسروں تک پہنچائیں گے اور عوام الناس کو ایمان اور عقائد سے آگاہ کریں گے۔

ہمارے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، جن کے دور امارت میں قادیانی مسئلہ حل ہوا تھا، پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، اتفاق کی بات ہے کہ میں اس وقت مصر میں تھا، پی ایچ ڈی کر رہا تھا، چند دنوں کے بعد ہی میں چھٹیوں میں کراچی آ گیا تو اب حضرت بنوریؒ کا یہ جذبہ تھا کہ پوری دنیا میں جہاں بھی قادیانی فتنہ ہے، وہاں تک پہنچایا جائے، وہاں کے علماء کو بتایا جائے کہ: یہ قادیانیت کیا ہے؟ اور پاکستان میں اس کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے؟ پارلیمنٹ میں بحث کے دوران ''ملت اسلامیہ کا موقف'' ایک کتاب اردو میں تیار کی گئی جس میں قادیانیوں کے عقائد اور امت مسلمہ کے خلاف جو ان کے عزائم تھے درج ہیں وہ پارلیمنٹ کے ہر ممبر کو پیش کی گئی تھی اور پوری کتاب اسمبلی میں پڑھ کر سنائی گئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ کے تمام ممبرز کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص تو ایک شریف انسان بھی نہیں ہے، نبوت تو بڑی چیز ہے، تو حضرت بنوریؒ نے مجھے فرمایا کہ بھئی تم ایسا کرو کہ اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کرو تاکہ علماء عرب کو پیش کیا جائے اور انہیں معلوم ہو کہ یہ کیا فتنہ ہے اور اس کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے...!

آج بھی میں حیران ہوں کہ وہ حضرت بنوریؒ کی کرامت تھی کہ چند دنوں میں ترجمہ بھی ہو گیا، عربی میں کتاب چھپ بھی گئی اور اس کے بعد سینکڑوں نسخے لے کر حضرت بنوریؒ عرب ممالک کے دورے پر تشریف لے گئے۔ حضرت بنوریؒ کے ساتھ میں اور مولانا محمد تقی عثمانی بھی تھے۔ پہلے حرمین شریفین میں حاضری ہوئی اور وہاں علماء کرام سے ملے، ان کو وہ کتابیں دیں اور وہاں سے پہلا قیام ہمارا مشرقی افریقا نیروبی میں رہا، وہاں اطلاع ملی کہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب شدید بیمار ہیں، اس لئے مولانا محمد تقی عثمانی واپس کراچی آ گئے، تو اب حضرت بنوریؒ کے ساتھ میں ہی ایک خادم رہ گیا۔ آپ جس جگہ بھی تشریف لے جاتے تو وہاں پر علماء کرام کو جمع کرتے، ان کو قادیانی مسئلہ سمجھاتے، یہ کتابیں تقسیم ہوتیں اور وہاں ایک مجلس بنا دیتے، چند لوگوں کو تیار کرتے کہ بھئی آپ نے یہ کام کرنا ہے۔

ایک لطیفہ بھی ہوا کہ نیروبی کے اندر قادیانیوں نے ایک نوجوان کو گمراہ کیا، وہ مقامی تھا، اس کے بعد

قادیانیوں کی بدقسمتی کہ انہوں نے ایک پمفلٹ اپنی تبلیغ کے لئے مقامی زبان میں چھاپا اور اس کے سرورق پر مرزا کی تصویر چھاپ دی، وہی سکھوں والی پگڑی اور بھینگی آنکھوں والی۔ اس نوجوان نے تو انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے پڑھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ بھی کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ہر نبی اپنی قوم میں سب سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے، بدقسمتی سے قادیانیوں نے وہ پمفلٹ اس نوجوان کو بھی دے دیا کہ دیکھو یہ...! اب اس نے لیتے ہی جب اس کی تصویر دیکھی تو غصہ میں زمین پر پٹخ دی کہ یہ خبیث! یہ پیغمبر ہے؟؟ توبہ کر کے پھر اسلام کی طرف لوٹا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے بزرگوں نے الحمدللہ! ختم نبوت کو مقصد بنایا اور وہاں مشرقی افریقہ کے کئی ملکوں میں حضرت بنوریؒ تشریف لے گئے، وہاں ان کے بیان ہوتے تھے اور بلکہ بعض جگہ تو وہاں کی انتظامیہ نے باقاعدہ سرکاری طور پر اس کی نشر و اشاعت کا اہتمام کیا۔ میں آپ حضرات سے کہنا چاہتا ہوں کہ جمعہ کے بیان میں تیاری کر کے ہمیں جانا چاہئے۔ ہمیں اپنی نسل کو اس فتنہ سے بچانا ہے اور یہی بات پچھلے سال برمنگھم انگلینڈ میں جہاں ہماری سالانہ کانفرنس ہوتی ہے، وہاں میں نے عرض کی تھی کہ بھئی اگر کوئی قادیانی، مرزائی آپ کو گمراہ کرتا ہے، مذہبی بحث میں آپ کو الجھاتا ہے، دلائل سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتا ہے تو اس سے بانی مذہب کے کریکٹر پر بات کریں۔ لاجواب ہو کر فرار ہو جائے گا۔

کراچی میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ کے پاس ایک نوجوان آیا اور عرض کیا کہ حضرت! ہم فلاں محلے میں رہتے ہیں اور ہمارے یہاں چھوٹا سا کھیل کا میدان ہے، ہم عصر کے بعد کھیلتے ہیں۔ ایک قادیانی آتا ہے اور وہ ہمیں تبلیغ کرتا ہے، ہمیں کوئی جواب بتا دیں تو حضرتؒ نے فرمایا کہ دیکھو اگر وہ قادیانی آئے اور تمہیں تبلیغ کرے تو تم کھڑے ہو کر صرف اتنا کہو کہ بھئی پہلے ہمارے ایک سوال کا جواب دو، یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اندھیری راتوں میں جو ایک اجنبی عورت سے ٹانگیں دبواتے تھے، اس عورت کا نام کیا ہے؟ چنانچہ دوسرے دن جب وہ آیا تو یہ نوجوان کھڑا ہو گیا اور اس سے مخاطب ہوا کہ اے بھئی! پہلے ہمارے اس سوال کا جواب دو کہ وہ عورت جو رات کو مرزا صاحب کی ٹانگیں دباتی تھی، اس کا نام کیا ہے؟ بس یہ سوال کرنا تھا کہ وہ وہاں سے بھاگا اور پھر کبھی اس نے شکل نہیں دکھائی۔

بہرحال! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے بزرگ جو ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی صلاحیتیں دی تھیں کہ: "کلموا الناس علی قدر عقولهم" جیسے انسان ہیں ویسی ان سے بات کریں تاکہ ان کے دل میں اتر جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس فتنے سے ہماری اور پوری امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ ☆☆


اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

مکمل علاج مکمل خوراک

فیصل

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

معجون قوتِ اعصاب زعفرانی

33 اجزاء کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| زعفران | جائفل | ناگرموتھ | مغز بندق | آورخرما | جوہر آہن |
| مصطگی | جلوتری | بج | مغز بنولہ | سنگھاڑا | کشتہ چاندی |
| مروارید | دارچینی | اگر | الائچی خورد | [illegible] | [illegible] |
| ورق طلاء | لونگ | [illegible] | الائچی کلاں | [illegible] | 33 اجزاء |
| ورق نقرہ | گوند کیکر | [illegible] | زنجبیل | [illegible] | |
| مغز چلغوزہ | مغز بادام | [illegible] | بہمن سفید | گوند کتیرہ | |

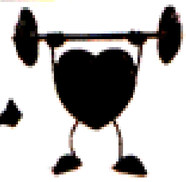

معجون تسکین دل

دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے

دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔

قیمت 1200 روپے

جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔

وزن 500 گرام

عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| آب سیب | آب انار | آب [illegible] | ورق نقرہ | [illegible] |
| آب بہی | آب [illegible] | [illegible] | بہمن سفید | [illegible] |
| زعفران | مروارید | ورق طلاء | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | گل سرخ | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| صندل سفید | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | |

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

فیصل FOODS شارع لائبریری گراونڈ سپلائر کالونی فیصل آباد

# وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے!

مولانا محمد حنیف جالندھری (جنرل سیکرٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

ان دنوں ایک ہی وقت ۔ اذان ۔ ۔ جو تجویز زیر غور ہے وہ کئی اعتبار سے قابل تحسین ہے۔ اس تجویز پر ہر قیمت عمل درآمد کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔ اگر ابتدا میں اس پر سو فیصد عمل نہ بھی ہوسکے تو جس قدر ہوسکے اس تجویز پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ امید ہے کہ رفتہ رفتہ اس کا ماحول بن جائے گا ان شاء اللہ! اور اس سے کئی فوائد حاصل ہوں گے۔

بیک وقت نماز اور اذان کا پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ ملک بھر میں نماز کا ماحول بنے گا چونکہ انسانی فطرت ہے کہ ماحول میں کوئی بھی عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے اس لیے چاروناچار ہر انسان نماز پڑھنے کی طرف متوجہ ہوگا۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ملک بھر میں یکسانیت یکجہتی، قومی وحدت اور اتحاد و اتفاق کی فضا دکھائی دے گی جو ہر اعتبار سے ملک و ملت کے لیے مفید اور کارآمد ہوگی۔

اس کا تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ایک مخصوص، محدود اور مقررہ وقت میں نماز کا عمل سرانجام دینے سے جہاں کاروباری مراکز میں دکانیں اور کاروبار بند کرنے میں تاجروں اور خریداروں دونوں کے لیے آسانی ہوگی وہیں دفاتر وغیرہ میں بھی نماز اسی وقت کے اندر اندر ادا کرلی جائے گی اور بلاوجہ نماز کے نام پر وقت کے ضیاع اور بدنظمی پر بھی قابو پایا جاسکے گا۔

اس کا چوتھا فائدہ یہ ہوگا کہ اس تجویز پر عمل درآمد کے نتیجے میں ملک بھر میں اقامت صلوٰۃ کا جو ماحول بنے گا وہ نسل نو کی تربیت اور نماز کی پابندی کا مزاج بنانے کے حوالے سے ممدومعاون ثابت ہوگا۔

اس سلسلے میں سعودی عرب کی مثال ہمارے سامنے ہے جہاں بیک وقت اذان اور نماز سے جو نورانی اور روحانی ماحول دکھائی دیتا ہے وہ قابل تقلید بھی ہے اور قابل رشک بھی...... جن خوش نصیب لوگوں کو اللہ رب العزت نے حج، عمرے یا کسی اور مقصد کے لیے سعودی عرب جانے کی سعادت سے نوازا، وہ جانتے ہیں کہ وہاں اذان ہوتے ہی کس طرح ہر کوئی نماز کی تیاری میں لگ جاتا ہے، کس طرح دیکھتے ہی دیکھتے سڑکوں پر ہُو کا عالم ہوتا ہے، کس طرح بازار اور مارکیٹیں بند ہوجاتی ہیں اور کس طرح ہر کوئی ہر کام چھوڑ کر اپنے رب کی طرف سے ہونے والی منادی پر لبیک پکار اٹھتا ہے۔ یوں سعودی عرب میں اقامت صلوٰۃ کے اس مثالی نظام کی بے شمار برکات اور اثرات ہیں جن کا ہر کسی نے اپنی نظر سے مشاہدہ کیا ہوگا لیکن کچھ ہی عرصہ قبل عالمی سطح پر اقامت صلوٰۃ کا جو ایمان افروز اور خوش کن منظر دیکھنے کو ملا اگر سعودی عرب کے اقامت صلوٰۃ کے کلچر کی کوئی اور خوبی نہ بھی سامنے آتی تب بھی یہی ایک واقعہ ایسا ہے جو اجتماعی اقامت صلوٰۃ کے مقاصد اور فلسفہ کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔

اس تاریخ ساز واقعہ سے صرف عالم اسلام ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے کہ کس طرح امریکی صدر باراک اوباما اور امریکی خاتون اول کی سعودی شاہی محل میں آمد کے چند لمحوں بعد جوں ہی اذان کی آواز سنائی دی تو سعودی عرب کے نو منتخب فرمان روا خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور ان کے جملہ رفقاء اوباما اور امریکی خاتون اول کو اسی حالت میں چھوڑ کر نماز کے لیے چل دیئے۔ شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے اس عمل نے عالم اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے بچے بچے کا سر فخر سے بلند کردیا۔ وہ جو علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا کہ

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے\
دیتا ہے ہزار سجدوں سے آدمی کو نجات

شاہ سلمان کا یہ عمل علامہ اقبال کے اس شعر کا صحیح مصداق ہے۔ اللہ کرے کہ یہ صرف ظاہری نماز اور سجدے تک ہی موقوف نہ رہے بلکہ شاہ سلمان عملی طور پر بھی ایسی پالیسیاں اپنائیں جو صرف خدائے وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے والی، اسلامی تعلیمات کو اولین ترجیح بنانے اور دینی غیرت و حمیت پر مبنی ہوں تب ان شاء اللہ دنیا کا نقشہ ہی بدل جائے گا۔ ویسے سعودی عرب کے نو منتخب بادشاہ، شاہ سلمان کی اسلام پسندی، قرآن کریم سے ان کی محبت، ان کی انصاف پسندی اور انسان دوستی کے جو تذکرے اور چرچے سنے ہیں انہیں مدنظر رکھتے ہوئے بجا طور پر ان سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ جس طرح انہوں نے نماز کے وقت عزم و استقلال اور جرأت و بانکپن کا مظاہرہ کیا وہ اپنے طرز حکمرانی کو بھی اسی روش پر استوار کرنے

کی کوشش کریں گے۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو ان شاء اللہ اس کے دوررس اور مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

اگر دیکھا جائے تو شاہ سلمان کے اس عمل کے پس منظر میں جہاں دیگر کئی عوامل نظر آتے ہیں وہیں ایک نمایاں چیز یہ ہے کہ شاہ سلمان نے جس ماحول میں پرورش پائی وہ اقامت صلوٰۃ کا ایسا ماحول تھا جہاں اذان کی آواز سن کر صرف رب ذوالجلال کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کے علاوہ کوئی عمل اور کوئی مصروفیت آڑے نہیں آتی۔ یہ اس مثالی ماحول اور تربیت کا اثر ہے جس کی بنا پر شاہ سلمان امریکی صدر سمیت کسی کو خاطر میں لانے کے لیے تیار نہیں جبکہ ہمارے ہاں افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ کسی معمولی سی مصروفیت کی وجہ سے، کسی عام سے دوست یا مہمان کی آمد کے باعث غمی یا خوشی کے کسی بھی موقع پر نماز قضاء کرلی جاتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک بھر میں اقامت صلوٰۃ کا ماحول بنایا جائے۔ اس کے لیے سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر ماحول بنایا جائے، جس طرح سعودی عرب میں وزارت امر بالمعروف اور اصلاح و ارشاد کا شعبہ قائم ہے اسی طرح کا شعبہ یہاں بھی قائم کیا جائے اور صرف سرکاری کوششوں پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ تمام مذہبی رہنماء، دینی جماعتوں کے قائدین اور کارکنان خاص طور پر تبلیغی جماعت کے احباب ملکی سطح پر ایسے ماحول کو فروغ دینے کی جدوجہد کریں جس کے نتیجے میں ہماری قوم اور معاشرے میں بھی ایسے صالح افراد تیار ہوں جو شاہ سلمان کی طرح اس ایک سجدے کو ترجیح دینے والے ہوں جو آدمی کو ہزار سجدوں سے نجات دلانے کا باعث بنے۔ اگر ہم اقامت صلوٰۃ کی صورت میں اصلاح معاشرہ کی طرف پہلا قدم اٹھانے میں کامیاب ہوگئے تو قرآنی وعدے کے مطابق اقامت صلوٰۃ کا یہ ماحول ہر قسم کی بے حیائی، برائی، گناہ اور جرائم کی روک تھام کا ذریعہ بنے گا۔ ان شاء اللہ! ☆☆

## ماہنامہ لولاک ملتان کا ”حکیم العصر نمبر“

حکیم العصر شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و شیخ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کی یاد میں ماہنامہ ”لولاک“ ملتان کا ایک وقیع نمبر شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

یہ نمبر ایک یادگار تاریخی دستاویز ہوگا۔ جس میں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے گا۔ اس میں آپ کی پیدائش، تعلیم، تکمیل تعلیم، آغاز تدریس، مدریس کی باسٹھ سالہ کی نمایاں خصوصیات، آپ کا طرز تعلیم و تربیت، آپ کی تصوف کی مجالس، علم و عرفاں کے ایمان پرور، حقائق افروز سینکڑوں واقعات شامل ہوں گے۔

آپ کی تفسیر تبیان القرآن (8 جلدیں)، خطبات حکیم العصر (12 جلدیں) اور دیگر آپ کے افادات کے مجموعوں کا مکمل تعارف ہوگا۔ آپ کی زندگی کے نشیب و فراز، آپ کی تحریکی و جماعتی خدمات جلیلہ، عقائد اہل سنت میں آپ کا تصلّب، آپ کی ذات میں اکابر دیوبند کی زندگیوں کے پرتو کا مکمل عکس سب کچھ شامل ہوگا۔

☆ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے آپ کی گراں مایہ خدمات، آپ کے صاحب الرائے اور صائب الرائے ہونے کے حقائق بھی شامل ہوں گے۔

☆ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کو حق تعالیٰ نے اولاد عنایت نہیں فرمائی تھی لیکن آپ کے ہزاروں شاگرد، سینکڑوں خطباء و مدرسین، بیسیوں شیوخ حدیث، علماء و مشائخ آپ کے علوم کے وارث ہیں۔ ان سب سے درخواست ہے کہ حضرت مرحوم کی زندگی کا کوئی واقعہ، معلومات، مکتوب و تحریر جو کچھ بھی آپ کے پاس ہے۔ اسے ہم تک پہنچائیں۔ تحریر اور علمی مواد کے ذریعہ اتنا وقیع ذخیرہ اس نمبر میں جمع ہو جائے کہ دنیا علم و فضل عش عش کر اٹھے کہ آپ کے روحانی فرزندوں نے آپ کی یادوں کو جمع کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ صلبی اولاد جو کارنامہ انجام نہ دے پاتی وہ روحانی اولاد کارنامہ سرانجام دے دے تاکہ آنے والی نسلیں آپ کی سدابہار شخصیت کے علم و فضل سے برابر بہرہ ور ہوتی رہیں۔

☆ 30 جمادی الثانی 1436ھ مطابق 20 اپریل 2015ء تک تمام مضامین و مواد ملتان دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ میں پہنچ جانا چاہیے۔ یاد رہے کہ پہلے سے شائع شدہ مضامین سے ہم احتراز برتیں گے۔ مضامین ملتان میں مولانا حافظ محمد انس فون نمبر: 0301-7500173، لاہور مولانا عزیز الرحمن ثانی موبائل نمبر: 0300-4304277، باب العلوم کہروڑپکا میں مولانا حبیب الرحمن فون نمبر: 0300-6851059، کراچی میں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ: فون نمبر: 0333-2275768 کے پاس مندرجہ بالا تاریخ کے اندر اندر جمع کرائے جاسکتے ہیں۔

ہمیں صرف اور صرف آپ سے قلمی تعاون درکار ہے۔ ہاں اپنی خوشی سے جو دینی ادارے، جماعتی رفقاء، کاروباری حضرات یا حضرت مرحوم کے عقیدت مند اشتہار شائع کروانا چاہتے ہیں۔ یا اس وقیع یادگار نمبر میں شرکت اشاعت کے خواہشمند ہیں۔

وہ اندرون صفحات سادہ فی صفحہ کیلئے دس ہزار روپے اور چہار رنگا آرٹ پیپر اندرون صفحہ کیلئے پندرہ ہزار روپے پیشگی بھجوا دیں۔ ٹائٹل و اندرون ٹائٹل کے صفحات کے اشتہار کے نرخ کا بعد میں اعلان ہوگا۔

آج ہی آگے بڑھیں اور اس معرکہ کو سر کرنے میں ہماری معاونت کریں۔ حق تعالیٰ اس محنت پر ہم سب کو کامرانی نصیب فرمائے۔

(مولانا) صاحبزادہ عزیز احمد

مرکزی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

# اپریل فول اور اس کی تاریخی و شرعی حیثیت

مولانا مرغوب الرحمٰن سہارنپوری

اسلام ایک فطری مذہب ہے، اس نے ہر اس چیز کا پورا پورا خیال رکھا ہے جس کی ضرورت انسانی فطرت کو ہوتی ہے اور ہر اس شئی سے رکنے اور باز رہنے کی تلقین کی ہے جس سے دینی یا دنیوی نقصان ہوتا ہو اور دوسری قوموں کی نقالی کرنے اور ان کی اندھی تقلید کرنے سے قطعاً منع کیا ہے، آج ہماری قوم پر مغربیت کا ایسا جنون طاری ہے کہ ہر ہر معاملہ میں بے سوچے سمجھے اغیار کی اندھی تقلید کو اپنے لیے ذریعہ نجات و معراج سمجھتی ہے، حالانکہ محسن انسانیت رحمۃ للعالمین ہمارے آقا و مولی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہ جگہ اور قدم قدم پر مکمل رہنمائی فرمائی ہے، اور ہمیں کسی طرح بھی تشنہ کام نہیں چھوڑا اور کہیں بھی ایسا موقع نہیں دیا کہ ہم کو رہنمائی و رہبری کے لیے دوسروں کی طرف دیکھنے کی ضرورت پڑے۔

مغرب کی اندھی تقلید میں آج ہم نے ''اپریل فول'' کو اپنی تہذیب کا ایک حصہ بنالیا ہے، ہم نے یہ نہیں دیکھا اس کے پیچھے کیا کیا خرابیاں کارفرما ہیں، بس بے سوچے سمجھے غیر مہذب قوم کی پیروی میں لگ گئے، آیئے ان خرابیوں سے پردہ اٹھاتے ہیں اور مورخین کی مختلف آراء کا جائزہ لیتے ہیں۔

بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سولہویں صدی عیسوی تک سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اور اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس (Venus) کی طرف منسوب کرکے مقدس سمجھا کرتے تھے، وینس کا ترجمہ یونانی زبان میں Aphrodite کیا جاتا ہے، شاید اسی یونانی نام سے مشتق کرکے اپریل مہینے کا نام رکھا گیا (برٹانیکا)۔

بعضوں کا خیال یہ ہے کہ یکم اپریل کو سال کی پہلی تاریخ ہوا کرتی تھی اور اس کے ساتھ ایک بت پرستانہ تقدس بھی وابستہ تھا اس لیے لوگ اس دن کو جشن مسرت کے طور پر مناتے تھے اور ہنسی مذاق اور کھیل کود کرتے، رفتہ رفتہ اسی نے ''اپریل فول'' کی شکل لے لی۔

ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ۲۱ مارچ سے موسم میں تبدیلی آنی شروع ہوتی ہے بعض لوگوں نے اس تبدیلی کو اس طرح تعبیر کیا کہ اوپر والا ہمارے ساتھ ہنسی مذاق کرکے ہمیں بے وقوف بنا رہا ہے، کیوں نہ ہم بھی ایک دوسرے کو بیوقوف بنائیں، اس طرح انہوں نے ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کردیا۔ (برٹانیکا)

ایک وجہ انسائیکلو پیڈیا لاروس نے بڑے وثوق کے ساتھ پیش کی ہے اور اس کے صحیح ہونے پر دلائل و شواہد پیش کئے ہیں، یکم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں رومیوں اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق و استہزاء کیا، اور رخسار مبارک پر چپت لگائے، آنکھیں بند کراکر پوچھتے کہ الہام کے ذریعہ بتا کہ کس نے مارا، آپ پر طعن و تشنیع کرتے اور آپ کو ذلیل کرتے، لوقا کی انجیل میں اس کو یوں بیان کیا:

''اور جو آدمی یسوع کو پکڑے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھوں میں اڑاتے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کرکے اس سے پوچھتے تھے کہ نبوت (الہام) سے بتا تجھے کس نے مارا اور انہوں نے طعنہ اور بھی بہت سی باتیں اس کے خلاف کہیں۔'' (۶۳-۶۵:۲۲)

آگے یہ بھی مذکور ہے کہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرداران یہود اور قوم کے بزرگوں کی عدالت عالیہ میں پیش کیا گیا پھر ان کو پیلاطس کی عدالت میں لے گئے کہ ان کا فیصلہ وہاں ہوگا پھر پیلاطس نے ان کو ہیرودیس کی عدالت میں بھیج دیا، ہیرودیس نے پھر ان کو پیلاطس کی عدالت میں بھیج دیا۔

لاروس لکھتے کہ عیسیٰ کی ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقلی بھی ان کا ٹھٹھہ اور مذاق اڑانے کے لیے تھی۔

روم میں اسے (اپریل کو) فیسٹول آف ہیلاریا (Festival of Hilaria) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ہیلاریا، رومی قصے کہانیوں میں ہنسی مذاق کی علامت تھی، جب کہ اس کو رومن لافنگ ڈے کہتے ہیں، پرتگالی لوگ اس کو ''فول ڈے'' کے نام سے جانتے ہیں اور اسپین میں اپریل کو ''کوکِل کا مہینہ'' مانا جاتا ہے، اس لیے اپریل فول بننے والے شخص کو ''کوکو'' کہا جاتا ہے، جب کہ دنیا کی دیگر جگہوں میں اس کو ''اپریل فول'' کے نام سے پکارتے ہیں۔

بہر حال ''اپریل فول'' کا جو بھی پس منظر رہا ہو بہر صورت کسی نہ کسی صورت انسانیت دشمنی کے واقعہ سے جڑا ہوا ہے، مسلمانوں کے لیے یہ قبیح رسم اس لیے بھی مزید بری ہے کہ یہ بہت سے بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے۔

(۱) گمراہ اور بے دین قوموں کی مشابہت اختیار کرنا (۲) صریح جھوٹ بولنا (۳) گناہ کبیرہ کو حلال اور جائز سمجھنا (۴) خیانت کرنا (۵) دھوکہ دینا (۶) دوسروں کو اذیت پہنچانا (۷) ایک ایسے واقعہ کی یادگار منانا جس کی اصل بت پرستی یا توہم پرستی یا کسی پیغمبر کے ساتھ گستاخانہ مذاق ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ "اسلام" نے ہماری اس سلسلہ میں کیا رہنمائی فرمائی ہے۔

معلم انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر قوم کے رسم ورواج، جشن وتہوار، عادات واطوار کو اپنانے والے کو اپنے مذہب سے نکل کر انہیں کے مذہب میں داخل ہونے کے مترادف قرار دیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: "من تشبہ بقوم فھو منہ" (ابوداؤد، مسند احمد) جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ ایک دوسری حدیث پاک میں فرمایا: "لیس منا من تشبہ بغیرنا، لا تشبھوا بالیھود ولا بالنصاری" (ترمذی ۲/۹۹، باب السلام) وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے علاوہ (دیگر اقوام) کے طریقہ کی مشابہت اختیار کرے، تم یہود ونصاریٰ کی مشابہت اختیار مت کرو۔

پس جو شخص زندہ ضمیر رکھتا ہے، آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں شمار ہونا چاہتا ہے تو یقیناً ایسی باتوں سے بالکلیہ پرہیز کرنا چاہیے نہیں تو کل انجام بد کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی تصنیف "اقتضاء الصراط المستقیم" میں غیروں کی مشابہت اختیار کرنے کے ممنوع ہونے میں متعدد وجوہات بیان فرمائی ہیں، چند ایک کو ذکر کیا جاتا ہے۔

کفار کی نقل اور پیروی کرنے سے آدمی خود بخود صراط مستقیم کی پیروی سے ہٹ جاتا ہے۔

ان کی پیروی کرنے سے ان کے قول وعمل سے ہم آہنگی اور قلبی موانست پیدا ہوجاتی ہے جو سراسر ایمان کے منافی ہے۔

کفار کی مشابہت پر جمے رہنے سے خود شریعت مطہرہ سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے اور ایمان کمزور ہوتا چلا جاتا ہے، اور آوارگی بے حیائی اور جنسی بے راہ روی عام ہوجاتی ہے۔

مسلمانوں کی اس نقالی سے کفار دلی خوشی محسوس کرتے ہیں اور اپنے کفر پر مضبوط ہوتے چلے جاتے ہیں۔

لہٰذا عقائد وعبادات اور جشن وتہوار میں غیر مسلم اقوام کی نقالی ناجائز وحرام ہے،

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے: "اللہ کے دشمنوں کے تہواروں میں شرکت سے اجتناب کرو۔" (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا قول ہے جس نے مشرکین کے نوروز ومہرجان (تہواروں) کے جشن منائے اور اسی حالت میں موت آگئی تو قیامت کے روز انہیں میں سے اٹھایا جائے گا۔ (مسند احمد)

دوسرا گناہ اس میں یہ ہوتا ہے کہ جھوٹ کا ارتکاب کیا جاتا ہے بلکہ صریح جھوٹ بولا جاتا ہے قرآن وحدیث میں جھوٹ کی حددرجہ مذمت بیان کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں دسیوں مقام پر جھوٹ کی قباحت بیان فرمائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ شانہ نے جہاں شرک اور بت پرستی سے منع فرمایا ہے وہیں جھوٹ سے بھی بچنے کا حکم دیا، جھوٹ بولنے کو منافق کی علامت قرار دیا، (منافقون:۱) حدیث شریف میں اس طرح بیان کیا: آیۃ المنافق ثلاث، اذا حدث کذب، واذا وعد اخلف، واذا اؤتمن خان (بخاری، مسلم) منافق کی تین (خاص) نشانیاں ہیں جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اسے امین بنایا جائے تو اس میں خیانت کرے۔

رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق میں بھی جھوٹ بولنے کو ممنوع فرمایا بلکہ ایسے شخص کے لیے تین مرتبہ بددعا فرمائی، ترمذی، ابو داؤد، مسند احمد میں روایت موجود ہے کہ: "بربادی ہے اس شخص کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولے، اس کے لیے بربادی ہے، اس کے لیے بربادی ہے۔"

تیسرا گناہ یہ ہے کہ اس دن جھوٹ بولنے اور کذب بیانی کو جائز سمجھا جاتا ہے بلکہ لائق تحسین اور قابل فخر سمجھا جاتا ہے، حالانکہ فقہائے کرام رحمہم اللہ العزیز نے تصریح فرمائی ہے کہ جھوٹ کو اگر گناہ سمجھ کر بولا جائے تو گناہ کبیرہ ہے اور اگر اس کو جائز وحلال سمجھ کر بولا جائے تب تو اندیشہ کفر ہے۔

چوتھا گناہ اس میں دھوکہ دینا بھی ہے، اس کو بھی فقہائے کرام رحمہ اللہ تعالیٰ نے گناہ کبیرہ میں شمار کیا ہے، دھوکہ دینے والے کے متعلق محسن انسانیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کے الفاظ فرمائے ہیں، فرمایا: من غشنا فلیس منا۔ (مسلم) "جو شخص ہمیں دھوکہ دے، وہ ہم میں سے نہیں۔"

چھٹا گناہ ایسے واقعہ کی یادگار منانا جس کی اساس و بنیاد بت پرستی یا توہم پرستی یا کسی پیغمبر کی ذات مقدس کے ساتھ گستاخانہ مذاق پر ہے، یہ تینوں ہی عظیم تر گناہ ہیں، بلکہ ان پر عمل پیرا ہونے سے کفر وضلال کے گڑھے میں چلے جانے کا خوف ہے۔

اپریل فول تہذیب جدید کے عنوان سے آج مسلمانوں میں بھی منایا جانے لگا ہے، جبکہ اس کے پیچھے وہی ذہنیت اور اسلام دشمنی کارفرما ہے جو ازل سے اسلام کے دشمنوں کا شیوہ رہی ہے۔

مغرب کی اندھی تقلید میں جدید تہذیب وتمدن اپنانے کی حرص میں کہیں ہمارا دین وایمان نہ غارت ہوجائے ذرا ... پر غور کریں۔ ☆☆

# جاوید احمد غامدی

## سیاق و سباق کے آئینہ میں

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

دوسری قسط

غامدی صاحب کے ہاں پوری امت میں صرف دو ہی علماء ان کے ممدوح ہیں، جن کو وہ آسمان کا درجہ دیتے ہیں، باقی تمام علماء امت کو وہ خاک کے برابر قرار دیتے ہیں، چنانچہ وہ اپنی کتاب ''مقامات، ص:۵۷'' میں خود لکھتے ہیں:

''میں نے بھی بہت عالم دیکھے ہیں، بہتوں کو پڑھا اور بہتوں کو سنا، لیکن امین اصلاحی اور ان کے استاد حمید الدین فراہی کا معاملہ وہی ہے کہ:

غالب نکتہ داں سے کیا نسبت
خاک کو آسمان سے کیا نسبت

پرویز مشرف کے دور حکومت میں غامدی صاحب کو بڑی پذیرائی ملی اور وہ اسلامی نظریاتی کونسل تک پہنچ گئے، اس موقع پر روزنامہ نوائے وقت لاہور کے مدیر نے اپنے اداریہ میں غامدی صاحب پر کچھ تبصرہ کیا ہے، وہ ملاحظہ ہو:

''اسلامی نظریاتی کونسل کی رکنیت ایک منافع بخش نوکری ہے، مگر ایسی بھی نہیں کہ اس کے لیے علامہ جاوید غامدی قرآن حکیم اور اسلامیات کی تعلیم کو فرقہ واریت، مذہبی انتہا پسندی اور ملائیت سے تعبیر کرنے لگیں۔ علامہ جاوید غامدی کو اپنی لسانی اور علمی صلاحیتوں کو محض سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے ہر روز ٹی وی مباحثوں میں نئی نئی اختراعات کرنے اور حاکموں کا قرب حاصل کرنے کے لیے اس دین اور علم کی جڑیں نہیں کاٹنی چاہئیں، جس کی وجہ سے انہیں یہ عزت حاصل ہے۔ علامہ صاحب کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ علماء حق کبھی حکومتوں کی حمایت میں اس قدر سرگرم اور پر جوش نہیں ہوا کرتے، خواتین کے جھرمٹ میں بیٹھ کر ٹی وی چینلز کی چکا چوند روشنیوں میں اسلام کی یہ بخیہ گری کم از کم علامہ جاوید غامدی کو زیب نہیں دیتی۔'' (روزنامہ نوائے وقت لاہور کا اداریہ شذرہ، مورخہ ۵/جون ۲۰۰۶ء، بحوالہ غامدی مذہب کیا ہے؟ ص:۱۷)

### علامہ غامدی کی ظاہری شکل:

جاوید غامدی صاحب سے متعلق مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے بطور جملہ معترضہ ریکارڈ درست رکھنے کے لیے اتنا عرض ہے کہ غامدی صاحب کی ظاہری شکل اور ظاہری نقشہ اس طرح ہے کہ یہ صاحب ڈاڑھی منڈاتے ہیں، ان کے سر کے بال انگریزی ہیں، ان کے پورے بدن پر سر سے لے کر پاؤں تک اسلامی شعار اور زہد و تقویٰ کی کوئی نشانی نظر نہیں آتی۔ اکثر و بیشتر آزاد منش عورتوں کے جھرمٹ میں نظر آتے ہیں اور ٹی وی چینلوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ ہندوستان کے وحید الدین خان سے غامدی صاحب کے گہرے تعلقات ہیں۔ پاکستان میں جب تک پرویز مشرف کی حکومت تھی غامدی صاحب ان کے سائے تلے پھلتے پھولتے رہے، جب پرویز کی حکومت ختم ہوگئی غامدی صاحب نے ملائیشیا کا رخ کیا اور وہاں سکونت اختیار کی۔

یہ تو غامدی صاحب کی ظاہری وضع قطع اور ظاہری نقشہ ہے اور اس شخص کا باطنی نقشہ ان شاء اللہ! ان کی زبانی اور ان کی تحریرات اور تصنیفات کے آئینہ میں قارئین آئندہ دیکھ لیں گے۔ میرے پاس تقریباً دس سال سے غامدی صاحب کی تحریک کا ''منشور'' محفوظ پڑا ہوا ہے، میں اسی سے چند دفعات سامعین کے سامنے رکھوں گا، اگرچہ آج کل غامدی صاحب کے نظریات اتنے کھل کر علماء اور عوام کے سامنے آگئے ہیں کہ اب اس کے منشور کے مندرجات میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہی ہے، تاہم منشور کی الگ شان ہوتی ہے اور اس میں پوشیدہ راز بہت ہیں۔ غامدی صاحب سے متعلق بہت ساری کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں ان کے غلط نظریات کو اجاگر کیا گیا ہے اور خوب جوابات دیے گئے ہیں، ان کتابوں میں پروفیسر مولانا محمد رفیق صاحب کی کتاب بہت عمدہ ہے۔ ان کتابوں کے شائع ہونے کے بعد کسی تحریر اور تردید کی ضرورت نہیں ہے، لیکن میرے ذہن میں جو کچھ سوچ اور ارادہ ہے، وہ یہ ہے کہ پاکستان کے عوام اور علماء غامدی صاحب کے سیاق و سباق کو پہچان سکیں کہ اسلام کے خلاف غامدی فتنہ آج کا نہیں، بلکہ دین اسلام کے خلاف شروع دن سے ایک لاوا پھٹ پڑا ہے جو مسلسل بہہ رہا ہے اور غامدی صاحب جیسے لوگ اس میں شامل ہو رہے ہیں۔

یہ ایک طویل دورانیہ ہے جو دور نبوت سے دین مقدس کے بدخواہوں نے اسلام کے لبادے میں آکر اسلام کے مقدس وجود پر ظالمانہ خنجر چلائے ہیں اور اسلام کے معصوم چہرے پر اپنی باطنی غلاظت چھینکنے کی کوشش کی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ مقدس دین قیامت تک باقی رہنے کے لیے آیا ہے، کسی بدباطن کی بدخواہی سے یہ ختم نہیں ہو سکتا، البتہ بدخواہ خود ختم ہوگئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے: ''یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ

وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ "یعنی یہ بدخواہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے نور کو اپنی زبانوں سے بجھادیں، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے دین کے اس نور کو مکمل کرنے والے ہیں، اگر چہ بدخواہ کافر اس کو پسند نہ کریں۔ گویا شاعر نے اسی طرح کے موقع پر کہا ہے:

حاسد حسد کی آگ میں خود ہی جلا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

ذرا سوچئے کہ نبوت کے جھوٹے دعویدار اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کا انجام کیا ہوا؟ جو بڑے شوق سے مقفی اور مسجع جملے بنا بنا کر اسلام کے خلاف زہر اگلتے رہے۔ کعب بن اشرف یہودی اور عبداللہ بن ابی بن سلول کا کیا حشر ہوا؟ جو اسلام کے معصوم چہرے پر ہر وقت اپنے نجس لعاب پھینکتے رہے اور اسلام کے روشن چراغ کو بجھانے کے لیے گندی پھونک پھونکتے رہے، کسی نے سچ کہا ہے:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ذرا معتزلہ اور خوارج کے فتنوں پر نظر ڈالیے جنہوں نے صدیوں تک اسلام کو پریشان کر رکھا تھا، آخر کیا ہوئے؟ اور کہاں گئے؟ خود ختم ہوگئے اور اسلام زندہ وتابندہ موجود ہے۔ اسلام کے خلاف جہمیہ، مرجئہ، کرامیہ، فلاسفہ، قرامطہ، سوفسطائیہ، لاادریہ اور باطنیہ نے کتنے طویل عرصہ تک فتنے کھڑے کیے اور سازشیں کیں، آخر کہاں گئے؟ ان کا نام ونشان باقی نہیں ہے۔ غامدی صاحب کا فتنہ تو ان کے فتنوں کے سامنے ایک نومولود بچہ ہے۔ ذرا غلام احمد قادیانی کے فتنے کو سوچئے! پوری دنیائے کفر اس کی پشت پر کھڑی تھی اور تحریرات وتقریرات اور تصنیفات کے حوالہ سے علمی میدان میں میرے خیال میں شاید کسی فتنہ کے لیے اتنا بڑا کام نہیں ہوا ہوگا، لیکن "جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" کا جب ظہور ہوگیا تو حق کے سامنے یہ باطل سسک سسک کر مر گیا اور اس کی باطل عمارت کے پرزے فضاؤں میں اڑ گئے، اس فتنہ کے مقابلہ میں غامدی صاحب کا فتنہ تو مکڑی کا جالا ہے جو ہوا کے ایک جھونکے کا مقابلہ بھی نہیں کر سکے گا۔

فری میسن کے سربراہ سر سید احمد خان کے فتنے کا ذرا مطالعہ کیجئے، انگریز کی چھتری کے سائے تلے وفادار بلبل کی طرح کیسے چہک رہا تھا، علماء حق کو گالیاں دیتا تھا اور احادیث مقدسہ کو اپنی عقل نارسا کے ترازو پر تول کر انکار کیا کرتا تھا، قرآن عظیم میں تحریف کرتا تھا اور معجزات کا انکار کرتا تھا، کچھ بتادو، کیا اسلام کا کوئی حکم اس کے کہنے سے مٹ گیا یا موقوف ہوگیا؟ البتہ ماؤف ذہن اور مشکوک احساسات کے حاملین منافقین اس کے جال میں پھنس گئے، جن کا مقدر یہی تھا۔ بہرحال سر سید احمد خان برصغیر میں انگریزوں کی طرف سے دین کے بگاڑنے کے لیے "بادشاہ" مقرر کیا گیا تھا، جب وہ کچھ نہ کر سکا تو غامدی بیچارا کیا کر سکے گا؟! ہاں! تشویش اور نزاعات کا میدان گرم کرے گا۔

غلام احمد پرویز، عبداللہ چکڑالوی، علامہ عنایت اللہ مشرقی کے فتنوں کو دیکھ لیجئے، ہر ایک نے انتہائی فصیح وبلیغ تحریرات کے ذریعہ اور غضب کی تقریرات کے ذریعہ اسلام کے بلند جھنڈے کو سرنگوں کرنے کی کوشش کی، آخر سب کے سب خود سرنگوں ہوگئے۔ بہائی فرقہ کو دیکھ لیجئے، ذکری فتنہ کو دیکھ لیجئے، بلکہ ان تمام فتنوں سے بڑے فتنے کو بھی یاد کیجئے کہ مغل اعظم اکبر بادشاہ نے دین الٰہی کے نام سے دین اکبری بنایا تھا، کیا اس عظیم فتنہ کے سامنے علماء حق سد سکندری کی طرح کھڑے نہیں ہوئے؟ اور کیا وہ فتنہ اپنے برے انجام پر جا کر ختم نہیں ہوا؟ ہاں! البتہ وقتی طور پر کچھ بدبخت سیاہ کار ان فتنوں کا شکار ہوگئے، لیکن میرے خیال میں زیادہ تر ان فتنوں کا شکار وہ لوگ ہوئے جن کا تعلق سرمایہ دار، جاگیردار اور متکبر طبقات سے تھا جو ایک غریب مولوی کے بتائے ہوئے دین کو غریب سمجھتے تھے اور اس پر چلنے کو عار سمجھتے تھے، چنانچہ ایک حد تک میرا تجربہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لینڈ لارڈ چوہدریوں، وڈیروں، نوابوں، سرداروں اور خوانین کو عموماً اصلی دین نصیب نہیں فرماتا تو وہ اس طرح ماڈرن دین میں آکر پھنس جاتے ہیں۔ غامدی فتنے کے شکار لوگ بھی زیادہ تر یہی فیشن زدہ، روشن خیال اور آزاد منش لوگ ہیں جو دین میں نئی تحقیق نکالنے والے دانشوروں اور چٹکلے چھوڑنے والے فلاسفروں اور عقلی گھوڑے دوڑانے والے اسکالروں کو پسند کرتے ہیں۔

حکایت: امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں صفحہ ۷ پر ایک قصہ لکھا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عمرو بن عبید بصری متوفی ۱۴۳ھ مشہور معتزلہ میں سے تھا، بصرہ میں حدیث کا درس بھی دیا کرتا تھا، اس کے نظریات غلط تھے جن کو وہ پھیلایا کرتا تھا۔ بصرہ میں جرح وتعدیل کے امام بڑے محدث ایوب سختیانی رحمہ اللہ بھی درس حدیث دیا کرتے تھے، ان کے درس کے وسیع حلقہ میں علم حدیث سیکھنے والے مختلف لوگ آکر بیٹھتے تھے، اس درس کے طلباء میں سے ایک طالب علم کچھ عرصہ تک ایوب سختیانی رحمہ اللہ کے پاس پڑھتا رہا، پھر غائب ہوگیا، شیخ ایوب سختیانی رحمہ اللہ اس کو پہچان چکے تھے تو ایک دن طلبہ سے پوچھا کہ وہ طالب علم کہاں چلا گیا؟ طلبہ نے جواب دیا کہ وہ تو عمرو بن عبید معتزلی کے درس میں جا کر بیٹھنے لگا ہے۔ شیخ حماد جو اس قصہ کے راوی ہیں، فرماتے ہیں کہ: ایک دن میں اپنے شیخ ایوب سختیانی رحمہ اللہ کے ساتھ سویرے سویرے بازار چلا گیا تو اچانک سامنے سے وہ طالب علم آگیا، شیخ ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے اس کو سلام کیا اور خیر خیریت معلوم کی اور پھر ان سے پوچھا کہ

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عمرو بن عبید کے درس میں جا کر بیٹھنے لگے ہو؟ اس طالب علم نے جواب میں کہا کہ: جی ہاں! استاذ جی! میں اس لیے ان کے درس میں بیٹھنے لگا ہوں کہ وہ ہم سے عجیب عجیب باتیں بیان کرتا رہتا ہے، یعنی نہایت دلچسپ اور عجیب وغریب باتیں بیان کرتا ہے۔ ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم تو اسی طرح کی عجیب باتوں سے ڈر کر دور بھاگتے ہیں۔

اس قصہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عجیب وغریب باتیں بیان کرنے والوں کو ہر دور میں پسند کیا جاتا ہے، اسی طرح آج کل کے روشن خیال، جدت پسند اور ماڈرن قسم کے لوگ بھی پرانے جدت پسند لوگوں کی طرح چٹکلوں والا ماڈرن دین چاہتے ہیں، اس لیے وہ مسجدوں کے بجائے ہوٹلوں، کلبوں اور ٹی وی لاؤنج کا رخ کرتے ہیں جہاں ان کو غامدی جیسا روشن خیال مجتہد مل جاتا ہے، جو اپنے غلط اجتہادات سے ان کو چٹکلے بتاتا ہے، نکتہ دانی سکھاتا ہے۔ لفاظی اور چرب لسانی اور شعبدہ بازی کی جادوگری میں ان کو گھیر لیتا ہے اور تحقیق کے خوشنما اور دبیز پردوں میں گمراہی لپیٹ کر ان کو تھما دیتا ہے، ان کے مال کو بھی لوٹ لیتا ہے اور اسلامی عقیدہ کو بھی بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ یہ بیچارے لوگ اپنے پرانے دین سے بھی بیزار ہوجاتے ہیں اور نئے دین میں بھی ان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا، حالانکہ ایک ہوشیار شاعر نے ان کو سمجھانے کے لیے کہا تھا:

اپنی مٹی پہ ہی چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے

## مضمون نگاری کا فتنہ:

"وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ." (سورۃ شعراء: ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶)

ترجمہ:...... "اور شاعروں کی اتباع وہی لوگ کرتے ہیں جو گمراہ ہیں، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔"

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ شاعری کی باتیں محض تخیلات ہوتی ہیں، تحقیق سے ان کو لگاؤ نہیں ہوتا، اس لیے اس کی باتوں سے بجز گرمی محفل یا وقتی جوش اور واہ واہ کے کسی کو مستقل ہدایت نہیں ہوتی، یعنی شاعروں نے جس مضمون کو پکڑ لیا اسی کو بڑھاتے چلے گئے، کسی کی تعریف کی تو آسمان پر چڑھا دیا، مذمت کی تو ساری دنیا کے عیب اس میں جمع کر دیے، موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود ثابت کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ الغرض جھوٹ، مبالغہ اور تخیل کے جس جنگل میں نکل گئے پھر مڑ کر نہیں دیکھا، ان کے شعر پڑھو تو معلوم ہو کہ رستم سے زیادہ بہادر اور شیر سے زیادہ دلیر ہوں گے اور جا کر ملو تو پرلے درجے کے نامرد اور ڈرپوک، کبھی دیکھو تو بٹے کٹے ہیں اور اشعار پڑھو تو خیال ہو کہ نبضیں ساقط ہوچکی ہیں، قبض روح کا انتظار ہے۔" (تفسیر عثمانی ص:۵۰۲)

میں نے ان آیات اور ان کی تفسیر کو صرف شعراء کو پیش نظر رکھ کر پیش نہیں کیا، بلکہ میرے پیش نظر بشمول شعراء زبان کے وہ سارے پہلوان اور قلم کے وہ سارے شہسوار ہیں جو اپنے زور قلم اور الفاظ کی بازیگری اور مضمون نگاری کے بل بوتے پر اسلام جیسے مقدس مذہب پر زور آزمائی کرتے ہیں اور دین اسلام کے احکامات کو تختۂ مشق بناتے رہتے ہیں، جن میں سے اس وقت میرے نزدیک سرفہرست اور موضوع بحث جاوید غامدی صاحب ہے جو بیک وقت شاعر بھی ہے، دانشور، مضمون نگار اور صاحب قلم بھی ہے۔ شاعر نظم کی صورت میں اور دانشور نثر کی صورت میں الفاظ کی زور آزمائی کرتے ہیں۔ زبان کی لفاظی میں دونوں ایک ہی میدان کے شہسوار ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں دور اول کے چند دانشوروں کا نمونہ پیش کروں جنہوں نے زور زبان سے شرعی احکامات کا انکار کیا اور بارگاہ نبوت سے ان کو شعبدہ باز کا لقب ملا اور ڈانٹا گیا۔ مشکوٰۃ شریف میں باب الدیات کی فصل ثالث کی آخری حدیث کی عربی عبارت اور ترجمہ ملاحظہ ہو:

"وعن سعيد بن المسيب أن رسول الله ﷺ قضى في الجنين يقتل في بطن أمه بغرة عبد أو وليدة، فقال الذي قضي عليه كيف أغرم من لا شرب ولا أكل ولا نطق ولا استهل ومثل ذلك يطل، فقال رسول الله ﷺ إنما هذا من إخوان الكهان." (رواہ مالک مرسلا ورواہ ابوداؤد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ متصلا)

ترجمہ:...... "حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے پیٹ کے اس بچہ کی دیت جو مارا جائے ایک غرہ یعنی ایک غلام یا ایک لونڈی مقرر فرمائی۔ جس شخص پر یہ دیت واجب کی گئی تھی اس نے کہا: میں اس شخص کا تاوان کیسے بھروں جس نے نہ کچھ پیا ہو، نہ کھایا ہو، نہ کوئی بات کی ہو اور نہ چلا ہو، اس قسم کا قتل تو ساقط کیا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: پکی بات ہے کہ یہ شخص کاہنوں کا بھائی ہے۔"

"الكهان" یہ کاہن کی جمع ہے، کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے اور مستقبل کی غلط سلط باتوں کو الفاظ کے دبیز پیرایہ میں خوبصورت مسجع صورت میں پیش کرتا ہے، تاکہ لفاظی کی شعبدہ بازی سے لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کر دے اور شریعت کے خلاف اپنے باطل نظریات کو رائج کر دے۔

(جاری ہے)

# تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

سعود ساحر

قسط:۲۱

۲۴؍اگست ۱۹۷۴ء کو قادیانی ربوہ گروپ کے سربراہ مرزا ناصر پر قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں جرح مکمل ہوئی اور اجلاس دو دن کے لئے ملتوی ہوگیا اور ۲۷؍اگست ۱۹۷۴ء سے لاہوری گروپ پر جرح کا آغاز ہوا جو ۲۸؍اگست کو مکمل ہوا۔ ۲۴؍اگست کو اٹارنی جنرل نے مرزا غلام احمد کے بعض اشعار بزبان فارسی ترجمے سے آغاز کیا۔

اٹارنی جنرل: ''نزول مسیح میں مرزا غلام احمد نے کہا ہے کہ: ''جو جام اللہ نے ہر نبی کو عطا کیا، وہی جام کامل طور پر مجھے بھی دیا، میں اب غنی کی طرف سے آئینہ ہوں، اس مدینے کے چاند (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی صورت دنیا کو دکھانے کے لئے۔'' میرا سوال یہ بھی تھا کہ مرزا غلام احمد نے عدالت کو لکھ کر دیا کہ کسی کی موت سے متعلق وحی کو شائع نہیں کروں گا؟''

مرزا ناصر: ''دیکھیں، عدالت کے سامنے لکھ کر دیا خود مرزا صاحب عہد کر چکے تھے کہ اس انداز کی وحی شائع نہیں کروں گا۔''

اٹارنی جنرل: ''مولانا ثناء اللہ (امرتسری) سے اشتہار مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو، وہ سچے کی زندگی میں مر جائے؟''

مرزا ناصر: ''مولانا ثناء اللہ نے اشتہار پر دستخط نہیں کئے تھے۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا نے کہا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے۔ مولانا نے دستخط نہیں کئے، لیکن مرزا تو آپ کے نزدیک نبی تھا، اس نے جو اصول مقرر کیا، اس کے مطابق وہ (مولانا امرتسری) جھوٹے تھے، مر گئے؟''

مرزا ناصر: ''اس لحاظ سے چیک کرنا پڑے گا، مگر یہ اہم۔ اہل حدیث کے پرچے کی فوٹو کاپی دیکھ لیں، مولانا نے قبول نہ کیا!''

اٹارنی جنرل: ''بات تسلیم کرنے نہ کرنے کی نہیں، مرزا غلام احمد مولانا کی زندگی میں مر گئے۔ مولانا ۴۱ سال زندہ رہے، اچھا کیا مرزا غلام احمد ہیضے سے مرے تھے؟''

مرزا ناصر: ''نہیں! ڈاکٹروں نے سرٹیفکیٹ دیا۔ انتڑیوں کی بیماری تھی، اسہال اور الٹیاں ہوئیں، مگر وہ ہیضہ نہ تھا!''

اٹارنی جنرل: ''حیات ناصر'' نامی آپ لوگوں کی کتاب ہے، اس میں مرزا غلام احمد نے اپنے سسر میر ناصر سے کہا کہ مجھے ہیضہ ہوگیا ہے، میر ناصر آپ کے نانا تھے، جو موقع پر موجود تھے، انہوں نے مرزا کا آخری قول نقل کیا ہے؟''

مرزا ناصر: ''ڈاکٹروں نے سرٹیفکیٹ دیا کہ ان کی بات غلط ہے؟''

اٹارنی جنرل: ''آپ کے نزدیک ڈاکٹروں کی بات صحیح ہے اور آپ کے نبی مرزا غلام احمد کی بات غلط ہے۔''

مرزا ناصر: ''میں جواب دے چکا ہوں۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا نے عبداللہ آتھم کے متعلق کہا کہ وہ پندرہ ماہ میں مر جائے گا؟''

مرزا ناصر: ''اس نے رجوع کرلیا تھا!''

اٹارنی جنرل: ''رجوع پندرہ ماہ کے اندر کرلیا تو مرزا غلام احمد آخری دن تک اس کی موت کے منتظر کیوں رہے، جب نہ مرا تو کہا رجوع کرلیا تھا، انصاف کریں، کیا عقل اس بات کو قبول کرتی ہے؟''

مرزا ناصر: ''اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں گستاخیاں کرتا تھا، تائب ہوگیا!''

اٹارنی جنرل: ''اللہ سے توبہ کی تو موت ٹل گئی۔ اللہ نے مرزا کو نہیں بتایا کہ تائب ہوگیا اب نہیں مرے گا؟''

مرزا ناصر: ''رجوع کو چھپایا!''

اٹارنی جنرل: ''توبہ اور رجوع کی بات غلط نکلنے کے بعد آپ کہہ رہے ہیں۔''

مرزا ناصر: ''توبہ کرلی پیش گوئی ٹل گئی۔''

اٹارنی جنرل: ''اللہ تو عالم الغیب ہے، اسے پتہ نہ تھا کہ رجوع کو چھپائے گا؟''

مرزا ناصر: ''یہ اللہ تعالیٰ سے پوچھیں!''

اٹارنی جنرل: ''اللہ تعالیٰ سے تب پوچھیں جب بات سمجھ میں نہ آئے۔ آتھم نہ مرا تو پھر چیلنج دے دیا۔''

مرزا ناصر: ''مگر اس نے یہ چیلنج قبول نہ کیا!''

اٹارنی جنرل: ''پھر بہت سے لوگ جن میں مرزا کے مرید محمد علی بھی تھے، بدظن ہوگئے؟''

مرزا ناصر: ''وہ سمجھ نہیں سکے!''

اٹارنی جنرل: ''ایک شخص غلام حسین پچیس برس سے لاپتہ تھا، اس کی جائیداد اس کی بیوی کو منتقل ہوگئی، جب وہ یہ جائیداد اپنے بیٹے کو منتقل کرنا چاہا تو مرزا احمد بیگ نے مرزا غلام احمد سے کہا کہ وہ حق ملکیت کے قانون کے اعتبار سے بیان دے دیں تو مرزا غلام احمد نے جواب دیا کہ: استخارہ کروں گا، مگر شرط یہ ہے کہ محمدی بیگم کا نکاح مجھ سے کردے تو بیان

دوں گا ورنہ نہیں، اگر محمدی بیگم مل جائے تو غلام حسین مرگیا، نہ ملے تو بیان دوں گا کہ غلام حسین زندہ ہے۔“

مرزا ناصر: ”یہ کس سن کی بات ہے؟“

اٹارنی جنرل: ”۱۸۸۶ء کی۔ مرزا نے کہا کہ اگر میرا نکاح محمدی بیگم سے نہ ہوا تو احمد بیگ تین سال میں مر جائے گا، پھر مرزا نے کئی لوگوں کو شادی کرانے میں مدد کے لئے کہا، اپنے بیٹے کو کہا کہ کوشش کرو کہ میرا نکاح ہو جائے، ورنہ تمہیں عاق کردوں گا۔“

مرزا ناصر: ”میں سن رہا ہوں۔“

اٹارنی جنرل: ”اپنے بیٹے مرزا فضل سے کہا کہ اگر احمد بیگ اپنی لڑکی مجھے نہ دے تو تم (مرزا فضل) اپنی بیوی کو طلاق دے دو، جو احمد بیگ کی عزیزہ ہے، مگر محمدی بیگم کی شادی آسمانوں میں مرزا سے طے تھی مگر اس کی شادی مرزا سلطان سے ہوگئی، دونوں کی موت کی پیشگوئی بھی غلط ثابت ہوئی، سلطان فرانس گیا فوج میں بھرتی ہوا، لڑائی میں شریک ہوا گولیاں لگیں، لیکن نہ مرا اور مرزا کا نکاح محمدی بیگم سے نہ ہوا۔“

مرزا ناصر: ”بڑی اچھی کہانی بیان کی آپ نے!“

اٹارنی جنرل: ”مرزا کی پیشگوئی غلط ہونے کی، کیا مرزا نے خط نہیں لکھے؟“

مرزا ناصر: ”لکھے۔“

اٹارنی جنرل: ”اولاد کو عاق کرنے کی بات کی؟“

مرزا ناصر: ”جی!“

اٹارنی جنرل: ”مرزا نے کہا کہ محمدی بیگم بالآخر میرے نکاح میں آئے گی، مگر نہیں آئی؟“

مرزا ناصر: ”جواب آئے گا پتہ چل جائے گا، محمدی بیگم کا خاندان قادیانی ہوگیا۔“

اٹارنی جنرل: ”قادیانی ہونا اور بات ہے، خود مرزا کے بیٹے قادیانی نہیں ہوئے۔ قادیانی ہونے کا پیشگوئی سے کیا تعلق؟“

مرزا ناصر: ”مگر اس کا خاندان قادیانی ہوگیا۔“

اٹارنی جنرل: ”شادی ہوگئی، اسے سلطان لے گیا، محمدی بیگم مرزا کو نہ ملی چلی گئی۔ پھر کیا فائدہ قادیانی ہونے کا؟“

مرزا ناصر: ”اس میں مزاح کا کوئی پہلو نہیں۔“

دس منٹ کے وقفہ کے بعد:

اٹارنی جنرل اپریل ۱۹۴۷ء سے لے کر دسمبر ۴۷ء تک کے ”الفضل“ کا حوالہ دے کر مرزا محمود کی دعا کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ الفضل نے مرزا بشیر محمود کی یہ دعا شائع کی: ”اے میرے رب! اہل ملک کو سمجھ دے، اول تو ملک بٹے نہیں، اگر بٹے تو اس طرح بٹے کہ پھر مل جانے کے راستے کھلے رہیں۔“ اٹارنی جنرل کا کہنا تھا کہ یہ حوالہ جات چیک کرکے فائل کرادیں۔

اٹارنی جنرل: ”چشمۂ معرفت“ میں ہے کہ یہ بات بالکل نامعقول ہے کہ نبی کی زبان کچھ اور ہو، الہام کسی اور زبان میں ہو؟

مرزا ناصر: ”مرزا غلام احمد ہندوؤں کو سمجھا رہے ہیں، تکلیف والی بات ہے، انسان یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتا، جو اس پر ڈالا گیا ہے۔ اس الہام سے کیا فائدہ جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہو۔“

اٹارنی جنرل: ”یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ مرزا غلام احمد جو زبان نہیں سمجھ سکتے ہیں، اس میں الہام ہوئے۔ انگریزی زبان کے الہام کا مطلب سمجھنے کے لئے ایک ہندو لڑکے سے ترجمہ کرالیا، وہ بھی ٹھیک طرح نہ سمجھ سکا؟“

مرزا ناصر: ”وہ تو ہندو لڑکے کو قائل کرنا چاہتے ہوں گے کہ اسلام کتنا بابرکت ہے، جس میں اب بھی وحی آتی ہے۔“

اٹارنی جنرل: ”وحی ہوتی ہے مگر جیسے ہوتی ہے، وہ سمجھ نہیں سکتا، اللہ ایسی وحی بھیجتا ہے جو مرزا سمجھ نہیں سکتا۔“

مرزا ناصر: ”ہم تو اللہ کے عاجز بندے ہیں، اللہ کو جا کر سمجھا تو نہیں سکتے۔“

اٹارنی جنرل: ”(مرزا کا یہ دعویٰ کہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تین ہزار اور میرے کئی لاکھ۔“

مرزا ناصر: ”مرزا غلام احمد کے معجزات بھی تو حضور اکرمؐ کے ہی ہوئے!“

اٹارنی جنرل: ”یہی تو سننا چاہتے تھے کہ آپ لوگوں کے نزدیک مرزا قادیانی اور حضور علیہ السلام میں کوئی فرق نہیں (استغفر اللہ!) یہی تو وہ نقطہ ہے جس سے پوری امت مسلمہ آپ لوگوں سے نالاں ہے کہ آپ نے مرزا کو ہم پلہ بنا دیا، کیا آپ نے سقوط بغداد پر چراغاں کیا؟“

مرزا ناصر: ”کہاں لکھا ہے!“

اٹارنی جنرل: ”منیر انکوائری رپورٹ صفحہ ۱۹۶، اچھا آپ نے مسٹر ڈوئی کو بھی کچھ کہا؟“

مرزا ناصر: ”خط لکھا تھا۔“

اٹارنی جنرل: ”اس نے جواب نہ دیا تو چند امریکی اخبارات نے سوال اٹھایا کہ جواب کیوں نہیں دیا، وہ خود اپنے اخبار میں لکھتا ہے کہ ہندوستان میں ایک محمدی مسیحا ہے، جس نے کئی بار مجھے خط لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں دفن ہیں اور لوگ پوچھتے ہیں کہ میں جواب کیوں نہیں دیتا۔ اگر میں نے اپنا قدم ان پر رکھا تو ملیا میٹ کردوں گا، انہیں موقع دیتا ہوں، بھاگ جائیں اپنی جان بچائیں۔“

مرزا ناصر: ”اس کو حقارت کی سزا مل گئی، مرزا نے بددعا دی، وہ بیمار اور لاغر ہوگیا!“

اٹارنی جنرل: ”یہاں مرزا نے دعا کی کہ مولانا ثناء اللہ جھوٹا ہے، تو مر جائے، مگر خود مرزا غلام احمد مر گیا، مرزا کی دعا امریکا میں تو قبول ہوگئی، گورداسپور اور امرتسر میں قبول نہ ہوئی؟“

اس موقع پر چیئرمین صاحبزادہ فاروق نے کہا کہ اب مولانا ظفر احمد انصاری سوال کریں گے، کیونکہ یہ ایک تکنیکی مسئلہ ہے اور اٹارنی جنرل اچھی طرح نہیں جانتے۔

(جاری ہے)

# دعوتی و تبلیغی اسفار

تیسری قسط

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۲۲ر جنوری قبل از نماز ظہر جامعہ امیر حمزہ جلال پور پیروالا میں ایک بچہ کے حفظ قرآن کی تکمیل کی تقریب میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی اور فضیلت قرآن پر چند منٹ خطاب کا موقع بھی ملا۔

۲۳ر جنوری جمعۃ المبارک کا خطبہ جامعہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان میں دیا اور خطبہ سے قبل تحفظ ناموس رسالت کے عنوان پر خطاب کیا۔ بعد نماز جمعہ جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان کے باہر جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام منعقدہ ''تحفظ حرمت رسول ''مظاہرہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی اور مجلس کی نمائندگی کی۔

سہ ماہی اجلاس مرکزی مبلغین:

۲۴ر جنوری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا اجلاس مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں دو درجن سے زائد مبلغین نے شرکت کی۔ اجلاس میں گزشتہ سہ ماہی وفات پا جانے والے حضرات حضرت میاں سراج احمد دین پوری، مولانا محمد نافع جھنگوی، مولانا قاضی حمداللہ مہتمم دارالہدیٰ ٹھیڑی، مولانا رشید احمد سومرو شیخ الحدیث جامعہ کھرزاہ، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو، حاجی عبدالخالق (والد محترم محمد اسماعیل شجاع آبادی)، ملک غلام فرید برادر محترم مولانا محمد اسحاق ساقی، ناناجی مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، حافظ فلک شیر جھنگوی، مولانا سعید احمد بہاولنگر اور مولانا نور محمد تونسوی سمیت مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

۲:... فرانسیسی جریدہ ایبڈو میں شائع ہونے والے گستاخانہ خاکوں کی پُرزور مذمت کی گئی اور حکومت سے مطالبہ کیا:

☆...... وہ اقوام متحدہ میں مقدس شخصیات کے احترام کا قانون منظور کرائے۔

☆...... فرانس پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ مسلمانانِ عالم سے معافی مانگے۔

☆...... بصورت فرانس سے سفارتی تعلقات منقطع کیے جائیں۔

☆...... فیصل آباد، قصور، حیدر آباد میں بالترتیب ۱۴ر مارچ ۴ر اپریل، ۲۴ر اپریل کو بین الاضلاعی کانفرنسیں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور کانفرنسوں کو کامیاب کرنے کے لئے کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔

☆...... نیز بہاولنگر، رحیم یار خان، فیصل آباد، خانیوال، جہلم، چکوال، ٹنڈو آدم، میرپور خاص و دیگر کئی ایک علاقوں میں کانفرنسز کے انعقاد کی منظوری دے دی گئی۔

☆...... لاہور، سرگودھا، گوجرانوالہ کے کئی مقامات پر تین تین روز کے ختم نبوت کورسز منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

☆...... سانحہ پشاور کی آڑ میں مدارس اور علماء کرام کے خلاف کریک ڈاؤن، گیارہ ہزار علماء کرام کے خلاف بوگس کیسز، مجلس شیخوپورہ کے مبلغ مولانا ریاض احمد ڈو، ناظم اعلیٰ قاری محمد الیاس کی گرفتاری، مولانا ظفر احمد قاسم وہاڑی، قاضی شفیق الرحمن امیر مجلس رحیم یار خان، مولانا قاری محمد طیب حنفی بورے والا، راقم محمد اسماعیل شجاع آبادی کے خلاف جھوٹی ایف آئی آر کے اندراج کی مذمت کی گئی اور ملک بھر کے علماء کرام کے خلاف قائم کیے گئے کیس واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا۔

بعض مقامات پر مجلس کے لٹریچر، ماہنامہ لولاک کو بنیاد بنا کر جماعتی کارکنوں کے خلاف مقدمات بنائے گئے۔ ان کی مذمت کی گئی اور غیر اعلانیہ مارشل لاء اکیسویں ترمیم میں دہشت گردی کو مذہب کے ساتھ نتھی کرنے کی بھی مذمت کی گئی اور اس سلسلہ میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن کے موقف کو مبنی برحقیقت قرار دیا گیا۔ مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ حسب سابق اپنی پُرامن جدوجہد، تبلیغی مشن کو جاری رکھیں اور حالات کے جبر کو حکمت عملی کے ساتھ برداشت کریں۔ کسی صورت میں تحریک ختم نبوت کی اہمیت کو کم نہ ہونے دیں اور حالات کی سنگینی کی وجہ سے قادیانیوں کو مسلط نہ ہونے دیں۔

احتساب قادیانیت کی ساٹھ جلدیں مکمل ہونے پر اس سلسلہ کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جماعتی کارکنوں، ارباب مدارس، لائبریری مالکان سے استدعا کی گئی کہ وہ اپنے سیٹ مکمل فرمالیں، ممکن ہے کہ شائع ہونے والی جلدوں کی دوبارہ اشاعت نہ ہوسکے۔ بعض پمفلٹوں کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا اور مولانا عزیز الرحمن ثانی کو ہدایت کی گئی کہ وہ جلد از جلد لٹریچر کی اشاعت مکمل کریں۔

اُچ شریف کا دورہ:

مولانا محمد ابراہیم مہتمم جامعہ خلفائے

راشدین کی دعوت پر دو روزہ دورہ پر اُچ شریف حاضری ہوئی، جہاں ''بیت احمد'' دریائے چناب کے قریب ۳۰/جنوری بعد نماز ظہر جلسہ سیرت النبی منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی کا بیان ہوا، بعدازاں راقم کا خطاب ہوا۔ مذکورہ بالا بستی میں مولانا قاضی ضیاء اللہ فاضل دیوبند ہوا کرتے تھے۔ ان کی مساعی جمیلہ سے پوری کی پوری بستی توحید وسنت کا مرکز رہی اور شرک وبدعات کی لعنت سے محفوظ ہے۔

موصوف شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ رشید تھے۔ غالباً ۲۰۰۱ء میں واصل بحق ہوئے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ

بعد نماز عشاء محلہ شمیم آباد کی مسجد میں درس ہوا، جہاں مولانا رشید احمد عباسی، مولانا محمد عبداللہ عباسی کی زیارت وملاقات ہوئی، دونوں بھائی مولانا عبدالہادی عباسی کے فرزندان گرامی ہیں۔ مولانا رشید احمد عباسی محکمہ اوقاف کے ڈسٹرکٹ خطیب ریٹائر ہوئے ہیں، نظریاتی عالم دین ہیں، ملازمت کے دوران بھی گج وج کے رہے۔

۳۰/جنوری صبح کی نماز کے بعد مدرسہ امیر المدارس کی جامع مسجد میں بیان ہوا، جبکہ مولانا ساقی نے دوسری مسجد میں درس دیا۔ خطبہ جمعہ جامعہ خلفاء راشدین للووالی موری میں راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر بیان کیا، جبکہ مولانا محمد اسحاق ساقی نے جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔

اُچ شریف قدیم تاریخی قصبہ ہے، کسی زمانہ میں ریاست ہوتی تھی اور تقریباً چھتیس مربع میں واقع تھی۔ مقامی لوگ بتلاتے ہیں کہ یہ شہر قبل از مسیح آباد ہوا۔ اس شہر میں ہمارے قادری راشدی سلسلہ کے دس، گیارہ مشائخ آرام فرما ہیں: ''حضرت سید شمس الدین جیلانی اول، حضرت سید محمد غوث جیلانی، حضرت سید عبدالقادر ثانی، حضرت سید عبدالرزاق، حضرت سید حامد بخش کلاں، حضرت سید عبدالقادر ثالث، حضرت سید عبدالقادر رابع، حضرت سید حامد گنج بخش ثانی، حضرت سید شمس الدین ثانی، حضرت سید محمد صالح اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی خامس کاش! ان بزرگان کرام کے مزارات پر حاضری کی سعادت نصیب ہوتی۔ ان پروگراموں میں مقامی امیر مولانا محمد اسماعیل، ناظم اطلاعات، مولوی سمیع اللہ، قاری محمد اشتیاق ساتھ ساتھ رہے۔

**احمد پور سیال میں:**

حضرت مولانا سید عبدالرحمن شاہ مدظلہ خانقاہ سراجیہ کے مسترشدین میں سے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی یونٹ کے امیر ہیں۔ آپ کی دعوت پر ۳۱/جنوری کو حاضری ہوئی۔ جامعہ شمیمہ میں علماء کنونشن منعقد ہوا، جس کا اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور علماء کونسل نے کیا تھا۔ کنونشن میں تقریباً ایک سو سے زائد علماء کرام نے تحصیل احمد پور سیال سے شرکت کی۔ مہمان خصوصی راقم تھے، راقم الحروف نے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام سے درخواست کی کہ دینی علوم کی نشرواشاعت، دینی اقدار اور مدارس ومساجد کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے، قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے دینی اقدار کا تحفظ کیا جائے۔ مولانا غلام حسین نے جھنگ سے خصوصی شرکت کی۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد پیر عبداللطیف میں راقم الحروف کا درس ہوا۔

**حضرت امیر مرکزیہ کی رحلت:**

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سیمینار میں خطاب سے فارغ ہوئے اور آپ کو دل کا شدید ترین دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے بعد آپ کا جسد خاکی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں لایا گیا، مجلس کے زعماء اور آپ کے رفقاء کی مشاورت کے بعد آپ کا جسد خاکی کبیروالا لے جایا گیا، جہاں غسل کے بعد زیارت کے لئے آپ کی رہائش گاہ میں رکھ دیا گیا۔ جہاں ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، آپ کے تلامذہ، مریدین ومعتقدین نے آپ کا آخری دیدار کیا اور یہ سلسلہ اگلے روز ۲/فروری ۱۰ بجے صبح تک جاری رہا۔

آپ کی نماز جنازہ عباسیہ ماڈل اسکول کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں ادا کی گئی جس میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی۔

نماز جنازہ سے قبل مولانا مفتی حبیب الرحمن درخواستی، مولانا عطاء المومن بخاری، مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا خالد محمود مدنی، عبدالرحمن خان کانجو ایم این اے اور مولانا محمد حنیف جالندھری نے خطاب میں حضرت والا کو شاندار خراج تحسین پیش کیا اور ان کے مشن کو جاری وساری رکھنے کا اعلان کیا۔ جامعہ باب العلوم میں آپ کا علمی جانشین اور شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور کو مقرر کیا گیا۔ مجلس کے لئے قائم مقام امیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ کو مقرر کیا گیا، جنہیں بعد میں مرکزی شوریٰ نے مستقل کر دیا۔

نماز جنازہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے پڑھائی اور آپ کو اپنی زرخرید جگہ متصل جامعہ باب العلوم میں دفن کیا گیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافیہ واعف عنہ۔

(جاری ہے)

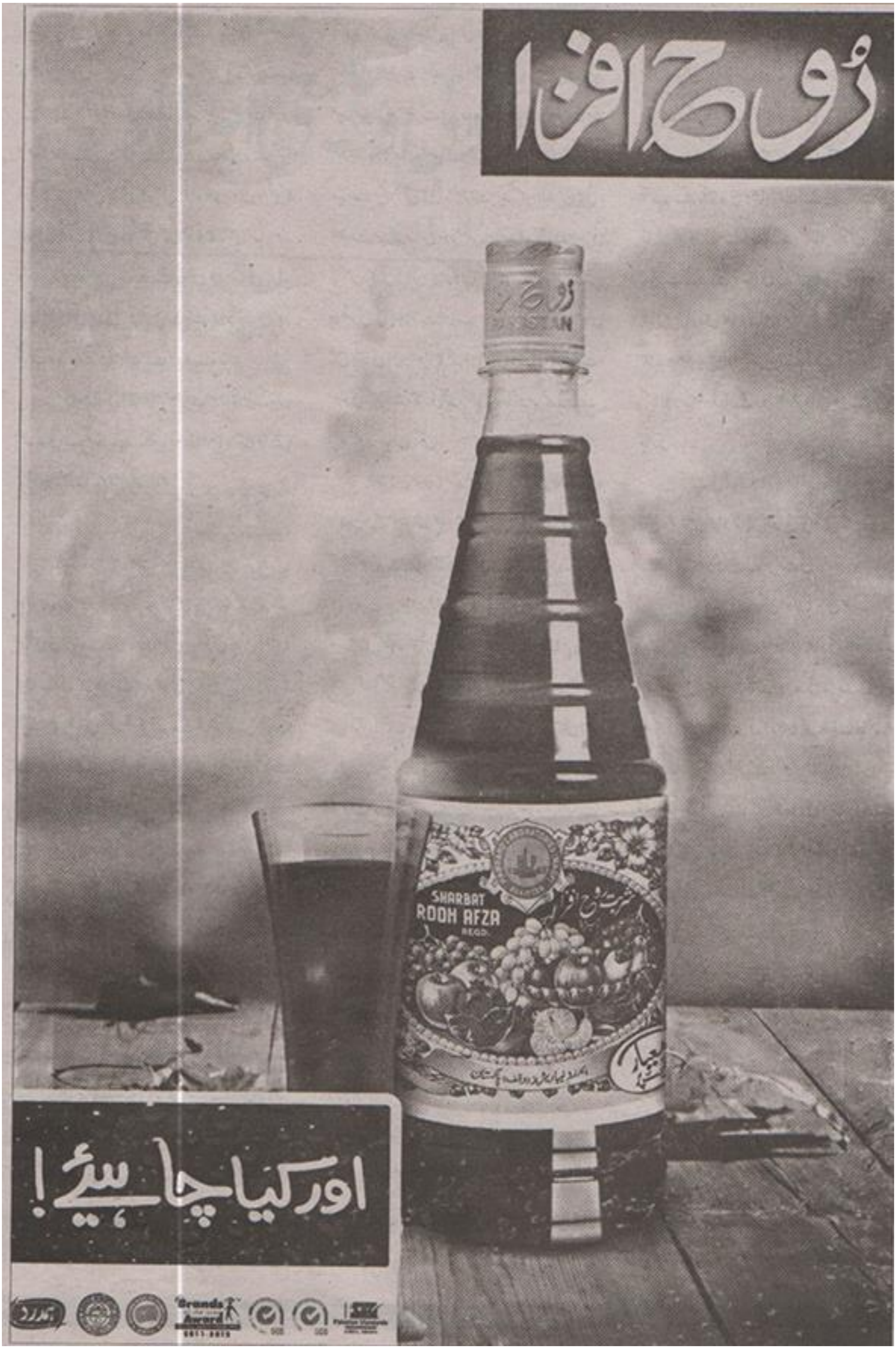
روح افزا
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
اور کیا چاہیئے!

## بقیہ:...... دینی مدارس اور اکیسواں ترمیمی بل

### ہم دہشت گردی کے حامی نہیں:

یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ شاید ہم مذہبی دہشت گردوں کو یا مذہب کے نام پر دہشت گردی کرنے والوں کو بچا رہے ہیں۔ میں نے کہا: ایسا نہیں ہے، اگر یہ لکھا گیا کہ ”ہر وہ مسلح تنظیم جو ریاست کے خلاف اسلحہ اٹھائے اور لسانیت کا نام لے“ تو میں اس کی مخالفت کروں گا، کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ اس قانون نے کراچی میں ایم کیو ایم کے خلاف امتیازی طور پر استعمال ہونا ہے، لہٰذا ہماری بات کو سمجھا جائے۔ بات چلتی گئی، ہم نے کہا کہ اگر مذہب اور فرقہ کا نام کاٹنے کا آپ یہ معنی لیتے ہیں کہ ہم مذہب کے نام پر دہشت گردوں کو تحفظ دے رہے ہیں تو ہم اس سے دست بردار ہو جاتے ہیں، لیکن پھر آگے اس کے ساتھ یہ بھی لکھیں کہ مذہب کا نام استعمال کرے یا فرقہ کا استعمال کرے یا لسانیت، نسل پرستی، قومیت یا علاقائیت کا نام استعمال کرے، یہ ساری چیزیں بھی لکھیں، اور میں نے یہ باتیں اس لیے کہیں کہ خود آئین کے اندر جدولی جرائم کی فہرست میں ہے کہ نسل، عقیدہ، قومیت، برادری اور علاقائیت پر مبنی تعصبات جرائم تصور کیے جائیں گے، لہٰذا آئین کے انہی الفاظ کو لے کر یہاں لگا دیا جائے تو کوئی یہ نہیں کہے گا کہ یہ آئین سے باہر کا کوئی تصور ہے، جس کو آپ نے آئین کا حصہ بنا دیا ہے۔ اب یہ بات بھی اگر نہیں مانی جاری تو ہم کہاں جائیں؟ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پورے ملک میں مدارس پر چھاپے لگ رہے ہیں، کتب خانوں پر چھاپے لگ رہے ہیں، دو سال پہلے کسی نے تقریر کی ہے تو آج اس کے خلاف ایف آئی آر کاٹی جاری ہے، علماء گرفتار ہو رہے ہیں، ہمیں نظر آ رہا ہے کہ یہ قانون امتیازی استعمال ہو رہا ہے۔

کہنے لگے کہ: آپ ایسی بات کیوں کر رہے ہیں کہ خدانخواستہ یہ مذہب کے خلاف استعمال ہوگا؟ میں نے کہا کہ بنگلہ دیش کو جا کر دیکھو، چوالیس سال پہلے آپ نے اپنے وہاں پر قدم مبارک رکھے تھے، اس کی برکات آج بھی ظاہر ہو رہی ہیں، روز کسی نہ کسی کی پھانسی کا آرڈر کیا جا رہا ہے، مذہب کے نام پر سیاست پر پابندی لگائی جاری ہے، اسلامی جمہوریہ بنگلادیش کے بجائے اب ریپبلکن بنگلہ دیش لکھا جائے گا۔ میرے بھائیو! وہاں اس لیے یہ ہو رہا ہے کہ مذہبی لوگ سیاسی طور پر منظم نہیں ہیں، ورنہ وہ آپ سے کم مسلمان نہیں ہیں، ہمارے مدارس سے بڑے بڑے مدارس وہاں ہیں، لیکن چونکہ سیاسی لحاظ سے منظم نہیں ہیں، اس لیے تنہا وہاں ایک ایک مار کھا لیتا ہے۔ لہٰذا یہ وقت ہے کہ ہم پوری وحدت کا مظاہرہ کریں، میں نے سابق ایم ایم اے کی جماعتوں کو بلایا، سب نے اتفاق رائے کا مظاہرہ کیا۔ تنظیمات مدارس دینیہ کا اجلاس ہوا، سب کا اس بات پر اتفاق تھا کہ ہمارا موقف درست ہے، اب ہمیں مل کر جنگ لڑنی ہوگی۔ بھائی! ہم تو آپ کے ساتھ ہیں، ہم تو دہشت گردی کے خلاف آپ کے ساتھ ایک صف میں کھڑے ہیں، ہم تو آپ کے پشت پناہ ہیں، جب کسی قسم کے تحفظات سامنے رکھے بغیر ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے، تمام مکاتب فکر نے آپ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا، پوری قومی وحدت وجود میں آگئی، تمام پارلیمنٹ ایک تھی تو آپ نے ایسی حرکت کر کے ملک کو کیوں تقسیم کر دیا؟ یہ ساری چیزیں ہیں جنہیں مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں بات کرنی ہوگی۔

### انتہاپسند کون؟

آپ یہ بھی دیکھیں کہ ہمیں انتہاپسند کہا جاتا ہے، انتہاپسندی اور مدارس، مسجد اور مُلا کی بات کی جاتی ہے۔ وہاں گوانتانامو بے میں قرآن کریم کو جلانا، گٹروں میں پھینکنا، مسلمان قیدیوں کی آنکھوں کے سامنے ناپاک قدموں کے ساتھ قرآن پر چڑھ جانا، کیا یہ انتہاپسندی نہیں؟ یہ شرافت ہے تمہاری؟ اور پھر اس سے ردعمل پیدا نہیں ہوگا؟ اس سے امت مسلمہ کی دل آزاری نہیں ہوگی؟ امریکہ میں ایک کنیسا کے اندر باقاعدہ قرآن کو جلانے کی تقریب ہوتی ہے، کیا یہ انتہاپسندی نہیں ہے؟ بلجیم میں مساجد پر حملے کیے گئے، قرآن کو جلایا گیا، کیا یہ تمہاری انتہاپسندی نہیں؟ پہلے ڈنمارک میں اور اب فرانس میں جناب رسول اللہ ﷺ کے خاکے شائع کیے گئے، اگر دنیا کی آبادی ۶ ارب ہے تو پونے ۲ ارب مسلمان ہیں، تم دنیا کی اتنی بڑی آبادی کی دل آزاری کر رہے ہو، تم اسلام کے شعائر کا مذاق اڑاؤ، پھر بھی تم اعتدال پسند ہوئے۔ یاد رکھنا! مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی عزت وناموس پر ہر وقت مر مٹنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔

ان دنوں ہمیں جو صورت حال درپیش ہے، اس کے پیش نظر آج کے اس اجتماع سے میں نے فائدہ اٹھا لیا، تاکہ میں اپنے حلقے، اپنے علماء اور اپنے مدارس کو آگاہ کر سکوں۔ ہم اپنے موقف کو دلیل کی بنیاد پر سمجھنے کی کوشش کریں۔ ہمارا کسی سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں ہے، پاکستان کی تاریخ ہمارے سامنے ہے، حالات ہمارے سامنے ہیں، آئین کی رو سے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر قانون سازی تو آئین کا تقاضا ہے، اس پر تو چالیس سال سے قانون سازی نہیں کی جاری اور اس قسم کی قانون سازیاں آ رہی ہیں اور قوم پر مسلط کی جاری ہیں۔

### جامعہ سے قلبی تعلق کا اظہار اور دعائے عافیت:

یہ ادارہ حضرت بنوری ؒ کا بنایا ہوا ہے

اور انہوں نے اس کی بنیاد رکھی ہے۔ رب العزت اس ادارہ کو ہمیشہ آباد رکھے اور یہاں کی روحانیت، یہاں کی رونقیں ہر وقت تروتازہ رہیں، آمین! میں کراچی آتا ہوں تو یقین جانیے! جب تک جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں حاضری نہیں دیتا، میں کراچی کے سفر کو ادھورا سمجھتا ہوں۔ یہاں آتا ہوں، مولانا سید سلیمان یوسف بنوری کو دیکھتا ہوں، مولانا سید احمد بنوری (نبیرۂ حضرت بنوری رحمہ اللہ واستاذ جامعہ) کو دیکھتا ہوں تو آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں کہ یہ وہ اسرۂ طیبہ ہے اور یہ وہ نسبت ہے جو ہمارے سامنے ہے، یہاں کے اساتذہ کو میں اپنے اساتذہ کا مقام دیتا ہوں۔

دعا کریں کہ اللہ ہم پر امتحان اور آزمائش نہ لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلوا اللّٰہ العافیۃ۔'' ... ''اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللّٰہ! علمنی شیئاً أسأله اللّٰہ۔'' ... ''کوئی ایسی بات بتادیں کہ میں اللہ سے مانگوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''سل ربک العافیۃ۔'' ... ''اللہ سے عافیت مانگو۔'' کچھ عرصہ کے بعد پھر حاضر ہوئے اور پھر عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتادیں جو میں اللہ سے مانگوں؟

آپ ﷺ متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''یا عباس! یا عمّ رسول اللّٰہ! سل اللّٰہ العافیۃ في الدنیا والآخرۃ۔''

(مجمع الزوائد للہیثمی، ۱۰/۱۷۵)

ترجمہ: ''اے عباس! اے رسول اللہ (ﷺ) کے چچا! اللہ سے دنیا اور آخرت دونوں کی عافیت مانگا کرو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لاتتمنوا لقاء العدو، وسلوا اللّٰہ العافیۃ فإذا لقیتم فاثبتوا۔''

(صحیح بخاری، ۱/۴۲۲، قدیمی)

ترجمہ: ''دشمن کا سامنا ہونے کی تمنا مت کیا کرو، بلکہ اللہ سے عافیت مانگا کرو، لیکن اگر سامنا مقدر ہو جائے تو پھر ڈٹ جاؤ۔''

بہر حال یہ وقت ہے ہمارے اکٹھے ہونے کا۔ ہم دہشت گرد نہیں ہیں، نہ دہشت گردی ہماری ضرورت ہے۔ یہ جنگیں ہم پر مسلط کی گئی ہیں۔ بتایا جائے کہ کس جرم میں مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے؟ کس جرم میں آج مدارس کو ذبح کیا جا رہا ہے؟ صرف اپنے جرائم چھپانے کے لیے؟ کوئی قوت اس کی کوشش نہ کرے اور نہ ہم اتنے بے خبر ہیں کہ اپنا جرم چھپانے کے لیے آپ مدارس کو موردِ الزام ٹھہرائیں اور ہم مان لیں۔ یہ جنگ ہم نے آئین اور قانون کے دائرے میں لڑنی ہے، کوئی ہنگامہ آرائی اور فساد نہیں کرنا۔ ہم ایک ملک کے آزاد شہری ہیں، اپنا حق رکھتے ہیں۔ اور اگر امتیازی طور پر کوئی قانون کسی کے بھی خلاف بنے گا، چاہے مذہبی لوگوں کے خلاف ہو، چاہے قوم پرستوں کے خلاف ہو، چاہے لسانیت والوں کے خلاف ہو تو ہم ضرور کہیں گے کہ یہ قانون غلط ہے۔ آپ حضرات ہمارے لیے دعا بھی کریں۔ ہم اسمبلی میں تھوڑے تو ہیں، لیکن دعاؤں سے ہمارے اندر قوت آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا کرتا ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین

☆☆..............☆☆

## ملک بھر میں مرحلہ وار نظام صلوٰۃ قائم کرنے کا فیصلہ

اسلام آباد (ایجنسیاں) حکومت نے دارالحکومت اسلام آباد میں نظام صلوٰۃ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جسے مرحلہ وار ملک بھر میں رائج کیا جائے گا، فیصلے کے مطابق اسلام آباد کی تمام مساجد اور مدارس میں ایک ہی وقت میں اذان اور نماز ادا کی جائے گی۔ اس موقع پر تجارتی اور کاروباری مراکز کو بند رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، اس سلسلے میں علماء کرام کی کمیٹی بھی تشکیل دے دی گئی ہے جو ایک ہفتے کے اندر اپنی سفارشات حکومت کو پیش کرے گی۔ بدھ کے روز وفاقی وزیر مذہبی امور سردار یوسف کی زیر صدارت اجلاس منعقد ہوا جس میں اسلام آباد سے تعلق رکھنے والے ۲۵ علماء کرام نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سردار یوسف نے کہا ہے کہ نماز کے نظام کا قیام حکومت کی آئینی ذمہ داری ہے اور علماء کرام کے تعاون سے اسلام آباد میں نظام صلوٰۃ رائج کیا جائے گا، اس سلسلے میں اجلاس میں علماء کرام پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے دی ہے۔ اجلاس میں موجود علماء کرام نے وفاقی حکمت کی اس کاوش کو سراہا ہے اور مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۵/مارچ ۲۰۱۵ء)

# انٹرنیٹ کے میدان میں ایک اور قدم

الحمدللہ! دو عشروں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت اور تعاقب ورد قادیانیت کے لئے انٹرنیٹ کے میدان میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد صاحب نوراللہ مرقدہ وبرد اللہ مضجعہ کی دعاؤں اور اجازت سے جو فری ڈومین اور فری ویب ہوسٹنگ کے ذریعے شروع کیا تھا، رفتہ رفتہ مرکزی ویب سائٹ ختم نبوت ڈاٹ کام www.khatm-e-nubuwwat.com ماہنامہ لولاک کے لئے لولاک ڈاٹ انفو www.laulak.info ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے لئے ختم نبوت ڈاٹ انفو www.khatm-e-nubuwwat.info اور سوشل میڈیا پر فیس بک facebook.com/amtkn313 تک پہنچا۔

☆... مرکزی ویب سائٹ پر تعارف مجلس، چیدہ چیدہ کتب مجلس، منتخب پمفلٹ، مجلس کے دفاتر کے ڈاک ایڈریس، ذمہ داران و مبلغین کے رابطہ نمبر اور ای میل کی سہولت فراہم کی گئی، بذریعہ ای میل وطن عزیز بشمول بیشتر ممالک سے رابطہ کرنے والوں کو جوابات اور قادیانی کتب کے حوالہ جات کی عکسی دستاویز مہیا کرنے کی سہولت فراہم کی گئی۔

☆... لولاک ڈاٹ انفو www.laulak.info کے نام سے مجلس کے ماہنامہ ''لولاک'' کی علیحدہ ویب سائٹ قائم کی گئی، جس میں ماہنامہ ''لولاک'' کا سترہ سال کا مکمل اور ماہ رواں تک ہر شمارہ موجود ہے، جو پڑھا بھی جاسکتا ہے اور صارف (user) اسے مفت اپنے کمپیوٹر میں محفوظ بھی کرسکتا ہے۔ یہاں یہ بات قارئین کے لئے بطور تحدیث نعمت عرض ہے کہ الحمدللہ! ملک میں بڑے بڑے دینی اداروں کے ماہنامے اب انٹرنیٹ پر دستیاب ہیں لیکن کروڑوں روپے کے سالانہ بجٹ رکھنے والے کسی بھی ادارے کے ماہنامہ کا سترہ سالہ ریکارڈ انٹرنیٹ پر موجود نہیں۔ ''ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔''

☆... ختم نبوت ڈاٹ انفو www.khatm-e-nubuwwat.info کے نام سے مجلس کے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے لئے علیحدہ ویب سائٹ قائم کی گئی، جس پر ہفت روزہ ختم نبوت کے سات سال کا مکمل ریکارڈ موجود ہے اور آٹھواں شروع ہوچکا ہے۔ یہ تمام رسائل سہولت سے پڑھے اور اپنے پاس محفوظ کئے جاسکتے ہیں اور ہفت روزہ کے سابقہ بیس سالہ ریکارڈ کو اس ویب سائٹ پر محفوظ کرنے کے لئے کوشش جاری ہے۔ اکابر و احباب مجلس سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

☆... سوشل میڈیا پر ضرورت محسوس کرکے مجلس کے مشن کی ترجمانی کرتے ہوئے گزشتہ سال ۱۵ر شعبان المعظم کی برکتوں والی شب فیس بک facebook.com/amtkn313 کے نام سے پیج کا اجراء ہوچکا ہے۔

﴿الحمدللہ! ہر ویب سائٹ اور فیس بک کا پیج باقاعدگی سے اپ ڈیٹ کرنے کا عمل جاری ہے﴾

اب جاں نثاران ختم نبوت، سپاہیان لشکر صدیقی، رہروان قافلہ امیر شریعت کی سہولت کے پیش نظر ایک نیا پیج اپ لوڈ کیا گیا ہے جو کہ ربیع الاول کا بے مثل تحفہ ہے، مجلس کے نام نامی عالمی سے اے a کا انتخاب، مجلس سے ایم m کا خطاب، تحفظ سے ٹی t کا انتخاب، ختم سے کے k کا انتخاب، نبوت سے این n کا انتخاب کیا گیا ہے، یعنی ہر لفظ کا پہلا حرف، اس مجموعہ کے ڈومین سے جس سے پہلے تین ڈبلیو ڈاٹ www. اور آخر میں ڈاٹ کام .com لکھ کر تلاش search کیا جائے تو www.amtkn.com کے نام سے ایک نیا پیج اسکرین پر نمودار ہوگا، جس کی تصویر اس رسالے کے بیرونی آخری صفحہ پر موجود ہے۔

جس میں کائنات کے اجرام فلکی تاریکیوں سے روشن ہوں گے، ایک کہکشاں سامنے آئے گی، جس کے بالکل درمیان میں بیت اللہ شریف کا عکس نظر آئے گا۔ اس منظر میں اس بات کو دکھلایا گیا ہے کہ کہکشاں بھی اسی سمت، اسی رخ پر گردش کررہی ہے، جس رخ پر طواف کرنے والا محبوب حقیقی کے بیت مقدس پر مرکوز تجلیات و انوار ربانی کے گرد عروج عشق میں دیوانہ وار گھومتا ہے ''یعنی تمام معلوم و نامعلوم کائنات اپنے خالق حقیقی پر صدقہ و واری جارہی ہے'' اسی تصویر پر دائیں جانب مجلس کا نام تحریر ہے اور بائیں جانب مجلس کے مونوگرام کا عکس ہے۔

جب آپ مونوگرام پر ''کرسر'' لاکر کلک کریں گے تو مجلس کا تعارف، اغراض و مقاصد سامنے آئیں گے، پھر مجلس کے نور سے ایک مدار میں طواف کے رخ موجود سیاروں میں سے پہلے پر کلک کریں تو مجلس کی مرکزی ویب سائٹ کھل جائے گی، دوسرے پر کلک کرنے سے ماہنامہ ''لولاک'' کی ویب سائٹ کھل جائے گی، تیسرے پر کلک کرنے سے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کی ویب سائٹ کھل جائے گی، چوتھے پر کلک کرنے سے فیس بک پر موجود مجلس کا پیج کھل جائے گا۔ پانچویں پر کلک کرنے سے ایک نئی چیز جو آئندہ کے پروگرام میں ہے ان شاء اللہ ''ای مکتبہ'' یعنی ''ای لائبریری'' ''الیکٹرونک لائبریری'' جس میں آئندہ بتوفیق الٰہی ختم نبوت اور دیگر دینی موضوعات پر مشتمل کتب ڈالی جائیں گی، فی الحال ایک پیج سامنے آئے گا جس پر قومی اسمبلی کی مصدقہ کارروائی کی پانچ جلدیں پی ڈی ایف PDF کی صورت میں محفوظ ہیں جو کہ پڑھی اور اپنے پاس مفت محفوظ کی جاسکتی ہیں، اس کے علاوہ ''ثبوت حاضر ہیں'' نامی کتاب ایک بے مثل کاوش کے ساتھ مکمل اور علیحدہ علیحدہ ابواب میں اپنے پاس محفوظ کرنے کی سہولت موجود ہے اور فی الحال چند دوسری کتب مثلاً آئینہ قادیانیت، قومی دستاویز، الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحۃ وغیرہ دستیاب ہیں۔ چھٹے پر کلک کرنے سے آئندہ سائٹ میپ sitemap کے نام پیج کھلے گا یعنی ویب سائٹ کا نقشہ، جس میں علی الترتیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جملہ ویب سائٹس websites کے مواد کی تفصیلات ترتیب اخراج و حصول درج کیا جائے گا۔

اب یہی ساری چیزیں سہولت کے لئے ایک خط کے اوپر تلے لائن میں اردو، انگلش میں درج کی گئی ہیں، یہاں سے بھی کلک کرکے آپ مذکورہ مقامات تک پہنچ سکتے ہیں، یہاں پر مجلس کے خط و کتابت کورس اور آئندہ ان شاء اللہ! آن لائن کورس online کے لئے لنک کا اضافہ کیا گیا ہے۔

آخر میں آپ کو مجلس سے رابطہ کے لئے زمین پر آنا پڑے گا، کرۂ ارضی کی تصویر کے ساتھ رابطہ کو منسلک کیا گیا ہے، اس پر کلک کرنے سے مجلس کے دفاتر، ذمہ داران و مبلغین سے روابط کے ذرائع کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔

اب آپ مجلس کی کسی بھی ویب سائٹ پر جانا چاہیں تو مجلس کے پہلے انگریزی حرف یعنی www.amtkn.com پر جائیں اور سب کچھ پالیں۔

یہ سب کچھ بتوفیق الٰہی ہے جملہ اکابر بطور خاص خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نوراللہ مرقدہ کا فیضان اور توجہات کا ثمرہ ہے۔ اس کام کو مزید آگے بڑھانے کے لئے آپ کی آراء کے منتظر ہیں۔

﴿صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے sani@amtkn.com, popalzai@amtkn.com﴾

محمد شہاب الدین پوپلزئی

قیمت سالانہ -/180 روپے
قیمت فی شمارہ -/15 روپے